عصری سماجی علوم میں سیرت نگاری کے اسالیب

محمد جنید ندوی*

ABSTRACT

Modern Social Sciences are developed in Secular Vision of Rationalism and Positiveism, and has Caused Social Economical, Political, Cultural, Educational and Moral negative effects and impacts all over the world.

Therefore it is recomended that Social aspect of biography of Prophet Muhammad (P.B.U.H.) should be included as a important subject of Modern Social Sciences in the Curriculum and Syllabuses of all Universities of modern Muslim World / and Social Sciences should be Islamised.

لفظ ''سیرت'' کا اطلاق محمد ﷺ کے واقعات زندگی پر ہوتا رہا ہے اور اب بھی اس کا خصوصی مفہوم یہی ہے۔(۱) رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے وفات تک کے روحانی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی، سیاسی، جغرافیائی حالات، واقعات اور آپ کی ہدایات اور عمل کا مطالعہ کر کے انھیں تحریری شکل میں پیش کرنے کے فن کو ''سیرت نگاری'' مانا جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر سیرت نگاری سے مراد سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ اجتماعیات کے نقطۂ نظر سے کرنا ہے۔(۲)

''سیرت'' کا منصفانہ مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اسلامی علوم وفنون میں آج تک جو کچھ مدون و مرتب ہوا ہے اُس میں غالب حصہ سیرت پر مشتمل ہے۔ شاید یہ کہنا غلط نہ ہو کہ علمی دنیا میں مُدوّنات، مصّنفات اور کتب و رسائل میں سب سے زیادہ تعداد ''سیرت'' سے متعلق ہے کیوں کہ ''محمد عربی ﷺ کی سیرت ایک فرد کی سیرت نہیں بلکہ ایک تاریخی طاقت کی داستان ہے جو انسانی پیکر میں جلوہ گر ہوئی۔ یہ زندگی سے کٹے ہوئے ایک درویش کی سرگزشت نہیں ہے جو کنارے بیٹھ کر محض اپنی انفرادی تعمیر میں مصروف رہا۔ بلکہ یہ ایک ایسی معتبر ہستی کی آپ بیتی ہے جو ایک اجتماعی تحریک کی روح رواں تھی۔ یہ محض ایک انسان کی نہیں بلکہ ایک انسان ساز کی روداد ہے۔ یہ عالمِ نو کے معمار کے کارنامے کی تفصیل اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ سرورِ عالم ﷺ کی سیرت غارِ حرا سے لے کر غارِ ثور تک، حرم کعبہ سے لے کر طائف کے بازار تک، اُمہات المؤمنینؓ کے حجروں سے لے کر میدان ہائے جنگ تک چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔(۳)

---

* ڈاکٹر، اسسٹنٹ پروفیسر، فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد۔
برقی پتا: mjunaidnadvi@gmail.com
تاریخِ موصولہ: ۲۲ فروری ۲۰۱۰ء

''سیرت'' اپنے تنوعات کے اعتبار سے نہ ختم ہونے والا ایسا سلسلہ ہے جو گذشتہ چودہ سو سال سے جاری ہے اور انشا اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ دنیا میں جب تک مسلمان موجود ہیں، سیرتِ نبویہؐ ایک زندہ عامل کی حیثیت سے قائم رہے گی، اور دنیا پذیر تمدن اور تبدل پذیر حالت میں اس ہمہ گیر و جامع اُسوۂ حسنہ کے کبھی کسی ایک پہلو اور کبھی کسی دوسرے کو اہمیت حاصل رہے گی۔

موضوع کا تعارف اور اہمیت:

سماجی یا معاشرتی علوم (Social sciences) سے مراد وہ علمی نظم ہے جو کم و بیش منظّم اور معروضی انداز میں سماجی نظاموں (Social Stuctures)، سیاسی اور معاشی اعمال اور مختلف گرہوں یا افراد کے باہمی تعامل کا اس نقطۂ نظر سے مطالعہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حاصل شدہ علم کو قابل تصدیق بنایا جاسکے۔ اس کی مثالیں بشریات (Anthropology)، عمرانیات (Sociology)، معاشیات (Economics)، سیاسیات (Political Science)، جغرافیہ (Geography)، نفسیات (Psychology) اور مشاہداتی یا ادراکی علوم (Cognitive Sciences) کے کچھ پہلو ہیں۔(۴)

گزشتہ دو صدیوں میں سماجی علوم کی مندرجہ بالا شاخیں ہمہ گیر وسعت اختیار کرچکی ہیں۔ غور و جستجو، تحقیق اور عقل و دانش کی بنیاد پر ان علوم نے قابل ستائش ترقی کی ہے جو اب بھی جاری ہے۔ ماہرینِ سماجی علوم اس ترقی کے حوالے سے دو آراء رکھتے ہیں۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ انسانی معاشروں پر سماجی علوم کی ترقی نے مثبت اثرات مرتب کیے ہیں۔ مثلاً انسانی معاشروں کے سماجی، معاشی اور سیاسی شعور اور آگہی میں اضافہ ہوا ہے اور انسان اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہوا ہے۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ سماجی علوم کی ترقی نے انسانی معاشروں پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ انسانی معاشروں کے سماجی، معاشی اور سیاسی شعور میں اضافہ نے ایک غیر معتدل اور اخلاقی قدروں سے آزاد مادیت پرست انسان پیدا کردیا ہے جو اپنے حقوق سے آگاہ لیکن فرائض سے غافل ایک بے مقصد زندگی گزار رہا ہے۔(۵)

سماجی علوم کی تاریخ میں متعدد مفکرین اور ماہرین کی خدمات اور جدوجہد کا ذکر ملتا ہے جسے تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلا حصہ تھیلس (Thales ۶۴۰۔۵۴۵ قبل از مسیحؑ، سولن (Solon)، اِنکزیمنڈر (Anaximander)، فیثاغورس (Pythagoras)، ہیراکلیٹس (Heraclitus)، اِنکزاگورس (Anexagoras)، ڈایوجینس (Diogenis)، دیمقراطیس (Democritus)، بقراط (Hippocrates)، سقراط (Socrates) اور افلاطون (Plato) ۶۲۹۔۳۴۷ قبل از مسیح پر مشتمل ہے۔

دوسرا حصہ ارسطو طالیس (Aristotle) ۳۸۴۔۳۲۳ قبل از مسیحؑ، اَپیکورس (Epicurus)، ارشمیدس (Archimedes)، جالینوس (Galen)، سنیکا (Seneca)، بطلیموس (Ptolomy Claudius)، پورفابری (Porpyry)، سینٹ آگسٹن (St. Augusine)، ابونصر فارابی (Farabi)، ابوالخیر (Abul Khair)، ابوزید بلخی (Abu Zayd)،

ابوالقاسم (Abul Qasim)، ابوالحسن (Adul Hasan)، ابوعلی بن سینا (Avicenna)، غزالی (Al-Gazali)، الحزن (Al-Hazen)، ابن رشد (Averroes)، راسلین (Roselin)، ڈنس اسکوٹس (Duns Scotus)، ولیم اوکھم (William Oakham)، لارڈ بیکن (Lord Bacon)، کوپرنیکس (Copernicus)، کپلر (Kepler)، گیلیلی (Galilie) اور لارڈ ہربرٹ (Lord Herbert) ۱۵۸۱ء۔۱۶۴۸ء پر مشتمل ہے۔

تیسرا حصہ ڈی کارٹس (Des Cartes) ۱۵۹۶ء۔۱۶۵۰ء، گیسنڈا ی (Gassendi)، اسپانیوز (Spinozal)، ہابس (Hobbes)، جیمس روہالٹ (J.Rohalt)، بایل (Boyle)، جن لاک (J.Locke)، ہایر (Hire)، شیفٹسبری (Shaftesbury)، لبنٹز (Leibnitz)، نیوٹن (Newton)، مالبرانچ (Malbranche)، برکلی (Berkeley)، ہیوم (Hume)، ریڈ (Reid)، کینٹ (Kante)، وکٹر کزن (Victor)، کامٹ (Comte)، ہرشل (Herschell)، ڈاکٹر براؤن (Dr. Browne)، جیمس مل (James Mill)، ہملٹن (Hamilton)، جان اسٹورٹ مل (J.S.Mill) ۱۸۰۶ء۔ ۱۸۷۳ء پر مشتمل ہے۔(۶)

سماجی علوم کی تاریخ کے مطالعہ کے دوران ان علوم کی ترقی اور ترویج میں متذکرہ بالا مفکرین اور ماہرین کی خدمات اور جدوجہد کا ذکر تو ملتا ہے مگر محمد ﷺ کا ذکر نہیں ملتا حالانکہ آپ کی تعلیمات میں سماجی علوم کی بنیادیں موجود ہیں۔(۷) آپ کا ذکر نہ ہونے کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔مثلاً یہ کہ آپ کو مذہبی شخصیت جان کر آپؐ کے پیش کردہ فلسفہ اور تعلیمات کا مطالعہ نہیں کیا گیا یا ان تک رسائی نہیں ہوسکی۔یا یہ کہ آپؐ نے جو سماجی، معاشی اور سیاسی نظام پیش کیا تھا اُسے مذہبی شعبہ میں مقید کر کے عصری سماجی علوم سے علیحدہ کر دیا گیا۔یا یہ کہ آپؐ نے سماجی علوم کی بنیاد جن عقائد پر رکھی تھی وہ نا قابل قبول تھے؟ یا یہ کہ مسلمانوں نے محمد ﷺ کے فلسفہ اور تعلیمات کو سماجی علوم کی مروجہ زبان یا اُسلوب میں پیش نہیں کیا۔یا اس کی وجہ مسلمانوں کا علمی انحطاط تھا؟

مندرجہ بالا بحث کا مقصد عصری سماجی علوم کی اہمیت کو اُجاگر کرنا ہے؛ انسانی معاشروں پر ان علوم کے مرتب ہونے والے اثرات کی نشان دہی کرنا ہے؛ مسلمانوں کو عصری سماجی علوم کی لادینی اخلاقی اقدار کے نتائج سے آگاہ کرنا ہے؛ مسلمانوں کو یاددہانی کرانا کہ اُن کی سماجی، معاشی اور سیاسی زندگی کی بنیاد الہامی اخلاقیات سے ماخوذ ہیں؛ محمد ﷺ کو سماجی علوم کے عظیم مفکر کی حیثیت سے متعارف کرانا چاہیے؛ اور مسلمانوں کو یہ یاددہانی کرانا کہ انسانی دنیا کے ترقی پذیر تمدن اور تبدل پذیر حالت کے تقاضوں کے مطابق سیرت نگاری کے جدید اسالیب کی ضرورت آج بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی کیوں کہ بنی نوعِ انسان کی دُنیوی اور اُخروی کامیابی کا دارومدار سیرتِ طیبہ کے چشمۂ فیض و ہدایت سے مستفید اور مطمئن ہونے ہی میں پوشیدہ ہے۔(۸)

موضوع کا بنیادی سوال: عصری سماجی علوم کے مروجہ اَسالیب میں سیرت نگاری کی ضرورت کیوں ہے؟

عصری سماجی علوم کے مروجہ اَسالیب میں سیرت نگاری کی ضرورت اس لیے ہے کہ سماجی علوم کی تاریخ میں محمد ﷺ کی

خدمات کو ریکارڈ پر لایا جا سکے۔ آپ کی شخصیت کو مذہبی شعبہ کی قید سے نکال کر سماجی علوم کے عظیم مفکر کی حیثیت سے تمام دنیا میں روشناس کرایا جا سکے۔ محمد ﷺ کے روحانی، سماجی، معاشی اور سیاسی افکار کو انسانی دنیا کے تمام معاشروں تک پہنچایا جا سکے۔ عصری سماجی علوم کے منفی اثرات سے اُمت مسلمہ کی علمی، روحانی، سماجی، معاشی اور سیاسی اقدار کو بچایا جا سکے۔ عصری سماجی علوم کے مقابلے میں اسلامی سماجی علوم کو دلائل سے پیش کیا جا سکے۔ ان علوم میں اخلاقی اور مذہبی اقدار سے بیزاری کے بجائے رغبت پیدا کی جا سکے۔ ان علوم میں موجود دین اور دنیا کے فرق کو مٹایا جا سکے۔ انسان کے مقصد حیات، دنیا اور آخرت کے تصورات کو دلائل سے پیش کیا جا سکے۔ عصری سماجی علوم سے مادیّت پرستی اور نفس کے جذبے کو ختم کر کے خدا پرستی کو پروان چڑھایا جا سکے۔

مقالے کا مقصد:

پہلا مقصد سیرت نگاروں کی توجہ اس جانب مبذول کرانا ہے کہ وہ عصری یا مغربی سماجیات کے فلسفے اور مضامین سے پوری واقفیت حاصل کر کے مسلمانوں کے ہر طبقے تک سماجی علوم کے سہل انداز میں سیرت مصطفیٰ ﷺ کو پہنچائیں تا کہ وہ اسے پڑھنے اور سمجھنے کے بعد اپنے آبائی دین اسلام کی حقانیت پر مطمئن ہو کر ''اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّة''(۹) کی مثالی تصویر بن جائیں۔(۱۰)

دوسرا مقصد سیرت نگاروں کی توجہ اس بدیہی حقیقت کی طرف مبذول کرانا ہے کہ عصری سماجی علوم کی وسعت اور ہمہ گیریت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور سماجی علوم کے مروجہ اُسلوب میں سیرت نگاری مسلمانوں کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اس چیلنج کا مقابلہ علمی زبان (academic jargon) میں ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اسلامی علوم سماجیات کے دوسرے اہم ماخذ ''السیرۃ'' کی عظمت، وسعت اور عالمگیریت کو سماجی علوم کے مروجہ طریقۂ استدلال کی زبان میں دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ غیر اسلامی علوم سماجیات (Secular Social Scienes) کے مقابلے میں اسلامی علوم سماجیات (Islamic Social Sciences) اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکے۔(۱۱)

تیسرا مقصد عصری سماجی علوم کے مسلمان ماہرین اور مدرسین کی توجہ اس امر کی طرف دلانا ہے کہ آج مسلم ممالک کی اکثریت جامعات میں عصری سماجی علوم کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ ان علوم نے تحقیق و تصنیف کے میدان میں جو قابلِ ستائش ترقی کی ہے اُس کے پیش نظر ان سے استفادہ کرنا مسلمانوں کے لیے مفید ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان عصری علوم کی تعلیم دینے والے ماہرین اور اساتذہ کی خاصی بڑی تعداد کی تعلیم و تربیت مغربی سماجی علوم کے ماحول میں ہوئی ہے، جس میں بہت سی خوبیوں کے ساتھ ایک خامی یہ ہے کہ دورانِ تعلیم و تربیت ان ماہرین اور اساتذہ کو اسلامی سماجی علوم کا مطالعہ جدید نقطۂ نظر سے کرنے کا خاطر خواہ موقع نہیں مل سکا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ غیر شعوری طور پر مغربی علوم سماجیات کے خوش نما فلسفوں کے ذہنی اسیر اور اُن کے علمی ترقی سے مرعوب ہو گئے(۱۲) آج یہی ماہرین اور اساتذہ کرام لادینی نقطۂ نظر سے مسلم ممالک کی درسگاہوں اور اداروں میں نئی نسل کی تربیت کر رہے ہیں جس کے غیر اسلامی نتائج مسلمان معاشروں کی سماجی،

معاشی اور سیاسی زندگی میں ظاہر ہورہے ہیں۔ لہٰذا امت مسلمہ کے مستقبل کو بچانے کے لیے ضروری ہے کہ عصری علومِ سماجیات کے ماہرین اور اساتذہ نئی نسل کی تربیت سیرت محمد ﷺ کی روشنی میں کریں۔(۱۳)

مقالے کا اسلوب:

اس مقالے کو درج ذیل اُسلوب میں پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے:

۱۔ اس مقالے میں سیرت کا تعارف اور عصری سماجی علوم کی زبان میں سیرت نگاری کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

۲۔ عصرِ حاضر میں سیرت نگاری کے مقصد کی جانب سیرت نگاروں، ماہرین سماجی علوم اور اساتذہ کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔

۳۔ عصری سماجی علوم کا مختصر تعارف، اہمیت اور وسعت بیان کی گئی ہے۔

۴۔ سماجی علوم کی بنیادی شاخوں یعنی: عمرانیات، بشریات، معاشیات، سیاسیات، جغرافیہ، نفسیات اور تاریخ کا مختصر تعارف کرایا گیا ہے۔

۵۔ سیرت نگاری کے ساتھ ان علوم کی بنیادی شاخوں کے تعلق کو مثالوں سے واضح کیا گیا ہے۔

۶۔ عصری سماجی علوم کی شاخوں کے مروجہ عنوانات کی روشنی میں سیرت نگاری کے جدید عنوانات تجویز کر کے اُن کی تعریف اور تشریح کی گئی ہے۔

۷۔ سیرت کے عنوانات کے تحت کون کون سے ذیلی موضوعات آسکتے ہیں؟ امثال کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔

۸۔ سیرت مبارکہ کو عصری سماجی علوم کے مروجہ اُسلوب اور تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

۹۔ مقالے کے آخر میں بحث کے اہم نکات کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

۱۰۔ مقالے میں حسب ضرورت انگریزی زبان مترادفات کا استعمال کیا گیا ہے تا کہ قاری کو موضوع اور اصطلاحات سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔

۱۱۔ مراجع ومصادر، آیات قرآنی، اَحادیث، اہم نکات کی تشریح اور مزید مطالعہ کی کتب کو حوالہ جات وحواشی میں پیش کیا گیا ہے۔

عصری سماجی علوم کا تعارف (Introduction to Contemporary Social Sciences)

''سماجی علوم'' (سوشل سائنسز) علم کی وہ شاخ ہے جس کا تعلق اُن تمام معاملات سے ہے، جو معاشرتی حالات یا اُن روابط اور اداروں سے تعلق رکھتے ہیں جو انسان کی ایک عظیم جماعت کے رکن کی حیثیت سے اُس کے وجود اور بہبود کا احاطہ کرتے ہوں۔ یا کوئی شاخ مطالعہ جو معاشرے یا اس کے اداروں کے حوالے سے انسان کے کسی ایک پہلو سے واسطہ رکھتی ہو''۔(۱۴)

"Generally, the term Social Science is defined as: A branch of science that deals with the institutions and functioning of human society and with the interpersonal relationships of individuals as memebers of society".(15) "Social Science is the field of human knowledge that deals with all aspects of the group life of human beings".(16) "Generally accepted as falling under the heading of social science are sociology, anthorpology, political science,

phsychology and economics. [...] Disciplines such as history and linguistics, while still addressing social life, are less often included as social science. In general, social science can be regarded as the scientific methods' application to all things social. It should be noted, howere, that most social sciences manifest, to a greater or lesser degree, a humanities emphasis as well as a scientific one".(17)

اس تعارف کا خلاصہ یہ ہے کہ عصری سماجی یا معاشرتی علوم جنہیں آج 'انسانی رویے کا علوم' (Behavioural Sciences) بھی کہا جاتا ہے، کا تعلق انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر رویے، معاملے اور کردار سے ہے۔ سوشل سائنسز کے مطالعہ میں انسان کی نفسیاتی، معاشرتی، ثقافتی، معاشی، سیاسی، جغرافیائی، تاریخی، نسلی، لسانی، مذہبی، روحانی زندگی اور حیات بعد موت جیسے موضوعات زیرِ بحث آتے ہیں۔ سوشل سائنسز کے روز بروز وسیع ہونے والے موضوعات اور مباحث کے پیشِ نظر ماہرینِ سماجیات (Social Scientists) ذیلی شعبہ جات میں مسلسل اضافہ کر رہے ہیں اور اب اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ سماجی یا معاشرتی علوم کے شعبہ جات کا سلسلہ لامتناہی ہے۔ لہٰذا ۲۰۲۰ء تک ان سماجی علوم کا نام ''متحدہ سماجی نظام'' (Unified Social Systems) رکھنا پڑے گا۔

عصری سماجی علوم کے مندرجہ بالا تعارف کے بعد ان علوم کی بنیادی شاخوں کا ترتیب وار تعاف پیش کیا جارہا ہے۔ اس تعاف کے ساتھ ہی ان علوم میں سیرت نگاری کے جدید اسالیب بھی پیش کیے جائیں گے۔

(۱) عمرانیات (Sociology):

> ''عمرانیات انسان کے رہن سہن اور معاشرت کا علم ہے''۔(۱۸) عمرانیات انسانی سماج کے ارتقاء، ڈھانچے اور اس کی عمل پیرائی کا علم ہے۔ عمرانیات انسانی اداروں، معاشرت تعلقات اور اُصولوں کا باضابطہ مطالعہ ہے جو اُن کی روح رواں ہیں''۔(۱۹)

Sociology is a social science that human societies, their interactions, and the processes that preserve and change them. It does this by examining the dynamics of constituent parts of societies such as institutions, communities, populatios, and gender, racial, or age groups. It also studies social status or stratification, social movements, and social change, as well as societal disorder in the form of crime, deviance, and revolution. [...] With its area of scientific inquiry being all things social, sociology is often seen by its practitioners as analogous to social science itself and as integrating the work done in anthropology, psychology, political science, and economics.(20)

مندرجہ بالا تعارف کی روشنی میں ''علم عمرانیات'' کو ''سیرت نگاری'' کا ایک شعبہ قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے رہن سہن، معاشرت، سماجی و معاشرتی تعلقات، آپ ﷺ کے زمانہ کے سماجی، معاشی اور سیاسی ارتقاء، سماجی ڈھانچے، سماجی اداروں اور اصولوں کا مطالعہ سیرت نگاری کے مضامین ہیں۔ لہٰذا ''علم عمرانیات'' کی اس ہمہ گیر شاخ کے اسلوب کو پیش نظر رکھ کر عصر حاضر میں ''عمرانیاتِ سیرت'' کے عنوان سے سیرت نگاری کی جاسکتی ہے۔ اس ضمن میں یہ جاننا ضروری

ہے کہ ''عمرانیات سیرت'' سے مراد کیا ہے اور اس میں سیرت کے کون کون سے پہلو شامل ہو سکتے ہیں۔ ذیل میں اسی موضوع سے متعلق چند عنوانات کو اختصار سے پیش کیا جا رہا ہے۔

(ا) عمرانیاتِ سیرت (Sociology of Sirah):

''عمرانیاتِ سیرت'' سے مراد سیرت النبیؐ کا مطالعہ اجتماعیات کے نقطۂ نظر سے کرنا ہے۔ اسے سیرت کا اجتماعی پہلو بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس عنوان کے تحت سیرت نگاری کے لیے سیرت کا مطالعہ عمرانی (Sociological) طرز سے کرنے کی ضرورت ہوگی۔ عمرانیاتِ سیرت کے تحت سیرت نگاری کے عنوانات میں رسولﷺ کے رہن سہن، معاشرت، سماجی و معاشرتی تعلقات، آپ کے زمانہ کے سماجی ارتقاء، سماجی ڈھانچے، سماجی اداروں اور سماجی اُصولوں کا مطالعہ شامل ہوگا۔

عمرانی طرزِ سیرت نگاری کی ایک مثال یہ ہے کہ رسولﷺ کی جانب سے نجاشی کے دربار میں بھیجا جانے والا ہر خط حضرت عمرو بن اُمیہ الضمری ؓ کے ذریعے بھیجا گیا۔ جب آپ نے پہلی بار عمرو بن امیہ الضمری ؓ کو نجاشی کے دربار میں بھیجا تو وہ اُس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ حضور کے ساتھ اُن کا تعلق اور دوستی قبول اسلام سے پہلے کی تھی۔ عام طور پر محدثین اور سیرت نگاروں نے اس پر غور نہیں کیا تھا کہ عمرو بن امیہ الضمری ؓ کو اس کام کے لیے کیوں منتخب کیا جاتا رہا؟ کسی نے نہیں سوچا کہ اس انتخاب کی کوئی خاص وجہ ہوسکتی ہے۔ بعد کے اہل علم نے جب اس پر غور کیا تو پتا چلا کہ نجاشی زمانہ کم سنی میں اپنے اقتدار سے محروم کیے جانے کے بعد الضمری قبیلے کے سردار کے ہاں پناہ گزیں ہوئے تھے جو عمرو بن امیہ الضمری ؓ کے والد تھے، اور نجاشی نے ان کے ساتھ بچپن کے تقریباً دس بارہ سال بسر کیے تھے۔ اس طرز تحقیق سے معلوم ہوا کہ رسولﷺ عمرو بن امیہ الضمری ؓ کو نجاشی کے دربار میں بھیجنا کیوں پسند فرماتے تھے۔ (۲۱)

''عمرانیاتِ سیرت'' کے زیر عنوان سیرت نگاری کے چند موضوعات کی مثالیں ملاحظہ کیجیے:

محمدﷺ اور دیگر سماجی فکر کا تقابلی مطالعہ۔ محمدﷺ کی سماجی حیثیت۔ محمدﷺ کا پیش کردہ سماجی اُصول۔ محمدﷺ کا پیش کردہ سماجی نظام، محمدﷺ کی مدینہ آمد سے قبل اور بعد کی سماجی فکر کا مطالعہ۔ رسول اللہﷺ کی مدینہ آمد کے بعد کے اقدامات اور فیصلوں کا اجتماعی ماحول اور پس منظر۔ رسول اللہﷺ کی سماجی اور معاشرتی اصلاحات کی حکمت اور معنویت۔ مدینہ میں اجتماعیت کی نوعیت اور ساخت۔ مدینہ منورہ میں آباد قبائل اور اُن کے باہمی تعلقات کی نوعیت۔ مدینہ کی سماجی اور معاشرتی زندگی۔ مکہ کی شہری ریاست کی نوعیت اور ساخت۔ مکہ مکرمہ کے قبائل کے اقتصادی تعلقات اور معاملات۔ صحابۂ کرام کی سیرت میں حضور کی سماجی زندگی کا مطالعہ۔ مکہ کی قبائلی سیاست اور قبائل تعصب کا مطالعہ۔ مدینہ منورہ کی قبائلی سیاست اور قبائلی تعصب کا مطالعہ۔ دورِ نبوی کی اقتصادی سماجیات کا مطالعہ۔ دورِ نبوی کی دیہاتی اور شہری زندگی کا سماجی مطالعہ۔ دورِ نبوی کے سماجی ادارے۔

(۲:۱) تعلیماتِ سیرت (Teachings of Sirah):

''تعلیماتِ سیرت'' کو ''عمرانیاتِ سیرت'' کا شعبہ قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ اکثر ماہرینِ عمرانیات تعلیم اور تعلّم کو عام طور پر عمرانیات کا ذیلی شعبہ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ماضی میں شعبۂ تعلیم کا فلسفہ کے عمومی شعبہ تک محدود رکھا گیا تھا مگر زمانۂ حال میں یہ شعبۂ نفسیات کے زیر اثر آ گیا ہے۔(۲۲)

''تعلیم'' کے معنی ہیں: آموزش؛ تہذیب عقل و اخلاق؛ اخلاق؛ تعلیم و تدریس کا عمل: تعلیم و تربیت کے ذریعے حاصل ہونے والا علم یا صلاحیت۔(۲۳)

تعلیم اور تعلّم کا لفظ استعمال کرنے والے کے اندازِ نظر کے مطابق مختلف معانی کا آئینہ دار بن جاتا ہے۔(۱) تعلیم ایک ثقافتی ورثے کے انتقال کا نام ہے۔(۲) یہ نوجوانوں (نئی نسل) کو سوچ بچار اور عمل کے سودمند طریقوں سے روشناس کرانے کا نام ہے۔(۳) یہ فرد کی نشو نما میں معاونت کا نام ہے۔ تعلیمی فلسفے میں بہت سے مناقشات ان ہی تین نقطہ ہائے نگاہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ تینوں نظریے مختلف حالات میں موزوں اور دراصل ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔(۲۴)

''تعلیماتِ سیرت'' کی ایک مثال تو احادیث سے تصورِ علم اور تصورِ تعلیم کو معلوم کرنا ہے۔ دوسری مثال سیرت اور احادیث سے بحیثیت معلّم رسول اللہ ﷺ کے کردار کا مطالعہ ہے۔ یعنی حضور نے معلّم کائنات اور معلّم انسانیت کی حیثیت سے اس فریضے کو کس طرح انجام دیا؟ تیسری مثال تعلیم کی نشر و اشاعت، لائحہ عمل، تعلیمی اداروں اور انتظامی فیصلوں کا مطالعہ کرنا ہے جو حضور نے ہجرت سے پہلے اور بعد میں فرمائے۔

''تعلیماتِ سیرت'' کے زیر عنوان سیرت نگاری کے چند موضوعات کی مثالیں ملاحظہ کیجیے:

محمد ﷺ کا تصورِ علم اور تصورِ تعلیم کا مطالعہ۔ محمد ﷺ بحیثیت معلّم۔ حضور بحیثیت معلّم انسانیت۔ محمد ﷺ کی تعلیمی پالیسی اور ان کے اثرات۔ محمد ﷺ کے تعلیمی اقدامات کا جائزہ۔ حضور کے تعلیمی احکامات۔ محمد ﷺ کے تعلیمی نظریات کا تقابلی مطالعہ۔ تعلیماتِ سیرت۔ دورِ نبویؐ کے تعلیمی اداروں کا مطالعہ۔ عصر حاضر میں محمد ﷺ کے تعلیمی افکار کا نفاذ کیسے کیا جائے؟ حضورؐ کے طریقۂ تعلیم و تربیت کا نفسیاتی پہلو۔ کیا اصحاب صفّہ کا چبوترہ پہلا تعلیمی ادارہ تھا؟

(۳:۱) فقہیاتِ سیرت (Jurisprudence of Sirah):

سماجی علوم کے ماہرین عموماً ''قوانین'' (Jurisprudence) کو ''عمرانیات'' کے ذیلی شعبہ میں شمار کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے ہاں اسے ''فقہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ذیل میں اس فرق کی غیر اسلامی اور اسلامی تعریف پیش کی جاتی ہے۔

لفظ ''فقہ'' کے ایک معنی: سمجھ، واقفیت، دانائی؛ قانونِ شریعت کا علم کے ہیں اور دوسرے: اُصول قانون: فقہ؛ علم قانون؛ فلسفۂ قانون؛ قانون دانی کے ہیں۔ ''فقہ'' سے مراد اصول و قواعد کا وہ مجموعہ ہے جو کسی ہیئتِ مقتدرہ نے وضع کیے ہوں یا رواجاً قائم ہو گئے ہوں اور جنہیں کوئی ریاست، جماعت یا معاشرہ یا ایسی کوئی تنظیم اپنے ارکان کے لیے واجب

العمل تسلیم کرتی ہو۔(۲۵)

Jurisprudence means, knowledge of the law and its interpretation, or the science and philosophy of law. Broadly speaking, jurisprudential eforts can be divided into two types: applied jurisprudence and the philosophy of law. In Arabic understanding, it means "Muslim jurisprudence", i.e., the science of ascertaining the precise terms of the Shari-'ah, or Islamic law. The collective sources of Muslim Jurisprudence are known as Usul al-Fiqh.(26)

''فقہ'' کی مندرجہ بالا تعریف کو بیان کرنے کا مقصد سیرت نگاری کی ایک نئی صنف ''فقہیاتِ سیرت'' کو متعارف کرانا ہے۔ یہ نئی صنف سیرت اور فقہ کی عملی تطبیق سے ظہور پذیر ہوگی۔ ذیلی حصہ میں ''فقہیاتِ سیرت'' کا تعارف اور مثالیں پیش کی جارہی ہیں۔

بظاہر فقہ اور سیرت دونوں الگ الگ موضوعات اور مضامین سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ فقہ کا دائرہ کار قانون اور شریعت کے اُصول ہیں اور سیرت کا دائرہ کار عموماً تاریخ اور رسول ﷺ کی سوانح عمری سمجھا جاتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان دونوں میں بڑا گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ فقہ سے مراد ایک گہرا اور عمیق فہم ہے۔ یعنی قرآنی احکام، سنتِ رسول اور سیرت کا گہرا فہم۔ جب تک ان تینوں چیزوں کا گہرا فہم اور تینوں مصادرِ ہدایت میں گہری بصیرت حاصل نہ ہو، اُس وقت تک شریعت کے قوانین اور احکام پر عمل کرنا آسان نہیں ہے۔ اس لیے فقہ اور سیرت میں گہرا ربط پایا جاتا ہے۔ شریعت کے احکام کو جاننے کے لیے سیرت سے واقفیت ضروری ہے اور احکام کی تفسیر جانے بغیر سیرت کی نزاکتوں اور حکمتوں کو نہیں سمجھا جاسکتا۔ ایک اعتبار سے سیرت کی عملی تطبیق کا نام فقہ اور سیرت ہی کی گہرے فہم کا نام فقہ ہے۔ اس بنیاد پر ''فقہیات سیرت'' کے عنوان کو چار بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ایک حصہ وہ اُصول اور قواعد ہیں جو اکابرِ اسلام نے احادیث اور سیرت کی روشنی میں متعین فرمائے ہیں۔ ان کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات، احادیث اور سیرت کے واقعات کو نہ صرف سمجھا جانا چاہیے بلکہ سیرت نگاری بھی کی جانی چاہیے۔

دوسرا حصہ وہ واقعات یا حضورؐ کے وہ ارشادات ہیں جن کو فقہی نقطۂ نظر سے سمجھے بغیر سیرت کے ان احکام کی تعبیر کرنا بہت مشکل ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب حضور کے حج کو ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد صحابہؓ نے دیکھا اور اس کی تفصیلات تابعینؒ کو پہنچائیں، لیکن دیکھنے والوں کی کثرت کے باوجود اور راویوں کی کثرت کے باوجود، یہ بات مختلف فیہ رہی کہ آپ نے جو حج فرمایا تھا، وہ حجِ قرآن تھا، حج تمتع تھا یا حجِ افراد تھا؟ تینوں صورتوں کے احکام الگ الگ ہیں۔ اب ان تینوں میں سے کون سی قسم سنت کے زیادہ قریب ہے؟ کون سی افضل ہے؟ یہ فقہ کا مسئلہ بھی ہے اور سیرت کا مسئلہ بھی۔ ہر مُحدّث، فقیہ اور سیرت نگار نے اس حج کی تفصیلات کو نئے انداز سے جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

تیسرا حصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مختلف ارشادات اور فیصلوں کو فقہائے اسلام نے مختلف زمروں میں مرتب کیا ہے۔ آپ کی اوّلین اور سب سے بڑی حیثیت یہ ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی مرضی کے ترجمان ہیں۔ حامل وحی

ہیں اور آخری شریعت کے پہنچانے والے ہیں۔ حضورؐ نے جو کچھ فرمایا وہ اللہ کی رہنمائی میں فرمایا (وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى: سورہ النجم: ۵۳: ۳)۔اس کے باوجود کہ جو کچھ حضورؐ فرماتے ہیں اللہ کی وحی ہوتی ہے آپ کی زبان مبارکہ سے بہت سے وہ الفاظ بھی نکلتے تھے جو انسانوں کے مابین عام بول چال میں استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن اگر آپؐ نے کوئی ایسی بات فرمائی جو خاص اُس ماحول یا زمانے کے لحاظ سے تھی تو اُس کی شرعی حیثیت یا درجہ کیا ہے؟

چوتھا حصہ جو براہ راست سیرت کا حصہ بھی ہے اور حکمتِ تشریعی کا حصہ بھی۔ حکمتِ تشریعی سے مراد یہ ہے کہ اسلامی شریعت میں جو ایک مکمل نظامِ قانون دیا گیا ہے اس کی بنیادی حکمت اور بنیادی تصورات کیا ہیں؟ شریعت کے تمام احکام حکمت پر مبنی ہیں اور کچھ بنیادی مقاصد رکھتے ہیں جن کے حصول کے لیے کچھ احکام دیے گئے ہیں۔ ان احکام پر عمل درآمد کو آسان بنانے کے لیے بعض مزید دلائل دیے گئے ہیں۔ اس اعتبار سے بنی نوعِ انسان کے مقنّنِ اعظم ہونے کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ نے قانون کی بنیادیں اور قانون کے وہ اعلیٰ تصورات بھی عطا فرمائے ہیں جن کو آج مغرب میں meta-jurisprudence کہتے ہیں۔ ایک تو jurisprudence یا اُصولِ قانون کے قواعد ہیں یعنی قانون کا بنیادی اور منظّم مطالعہ اور اس کے اُصول۔ لیکن اس منظّم مطالعے کے لیے کچھ اعلیٰ اخلاقی بنیادیں درکار ہیں جن کو meta-jurisprudence کہا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات کہنا مناسب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکی دور میں وہ اعلیٰ اخلاقی اُصول عطا فرمائے جن کی بنیاد پر مقاصدِ شریعت کی وضاحت ہوئی۔(۲۷)

(۲) بشریات یا مطالعۂ انسان (Anthropology):

اپنی وسعت اور ہمہ گیریت کی بنا پر ''علم البشریات'' یا ''اینتھروپولوجی'' کی متعدد اور متفرق تعریفات کی جاتی ہیں۔

''بشریات نوعِ انسانی کا علم ہے۔ یہ انسان کی جسمانی اور ذہنی ہیئت کے لحاظ سے اُس کے مطالعہ کا علم ہے۔ یہ ماضی اور حال کے حوالے سے انسان کی ثقافتی ترقی اور معاشرتی حالات کے مطالعہ کا علم ہے۔''(۲۸)

اُنیسویں صدی عیسوی کی فکر میں نسل اور انسانی ارتقاء (Human Evolution) کو بڑی اہمیت حاصل ہوئی۔ چنانچہ اسی دور میں علم البشریات (Anthropology) کو فروغ حاصل ہوا اور اس شعبہ میں نہ صرف نظم پیدا ہوا بلکہ اسے فکری سطح پر روشناس کرایا گیا۔ اس دور میں علم البشریات مختلف موضوعات کا ملغوبہ تھا۔ ان موضوعات میں لسانیات، مادّی ثقافت، عمرانی رسوم اور علمِ انواع وصنفیات شامل تھے۔ لیکن اب یہ تمام موضوعات الگ الگ شعبوں کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔(۲۹)

Anthropology is generally regarded as the scientific study of the origin, the behavior, and the physical, social, and cultural development of humans. Most of its studies can be classified as belonging to one of four subfields: cultural anthoropology, physical anthropology, linguistic anthropology, and archaeology, Anthropology examines such topics as how people live, what they think, what they produce, and how they interact with their enviroments. Anthropologists try to understand the full range of human diversity as well as that all people share in common. Anthropologists ask basic questions as: when,

where and how did humans evolve? How do people adapt to different environments? How have socieites developed and changed from the ancient past to the present by religious beliefs? Answers to these questions can help us understand what it means to be human.(30)

(۲) بشریاتِ سیرت (Anthoropology of Sirah):

بشریات کا علم انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی نظر آتا ہے۔ یہ علم انسان کی جسمانی اور ذہنی ہیئت کے مطالعہ کا علم بھی ہے۔ یہ علم، ماضی اور حال کے حوالے سے انسان کی ثقافتی ترقی اور معاشرتی حالات اور آثار قدیمہ سے بحث کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس علم کا تعلق ''علم سیرت'' سے بھی قائم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ موضوعات ''سریت'' میں زیر بحث آتے ہیں۔ لہٰذا ''علم البشریات'' میں ''بشریاتِ سیرت'' کی نئی اصطلاح وضع کی جا سکتی ہے۔

''بشریاتِ سیرت'' سے مراد رسول اللہ ﷺ کی انفرادی زندگی کے روحانی، سماجی، معاشی، سیاسی اور طبّی رویے کا مطالعہ ہے۔ اس موضوع کے تحت متعدد عنوانات آ سکتے ہیں۔ یعنی حضورؐ کی شخصیت کے روحانی، سماجی، معاشی اور سیاسی پہلو۔ مثلاً آپ کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں کیسی تھیں؟ یعنی شمائل مبارکہ۔ اندازِ تکلم کیسا تھا؟ کیا مزاجِ مبارکہ کے مختلف نمونے ملتے ہیں؟ طنز و مزاح کی مثالیں ملتی ہیں؟ طعام و قیام میں پسند نہ پسند کیا تھی؟ آدابِ طعام و قیام کیسے تھے؟ نشست و برخاست کے آداب کیسے تھے؟ کیا صحت اور بیماری کے احوال ملتے ہیں؟ آپؐ کی پیدائش سے وفات تک کے مکمل احوال۔ آپؐ کے روحانی، سماجی، اقتصادی، معاشی، اجتماعی اور معاشی معاملات زندگی کیسے تھے؟

ان سب موضوعات پر ماضی اور حال میں کام ہوا ہے اِن موضوعات پر سماجی علوم کے مروجہ اُسلوب میں سیرت نگاری کی ضرورت اب بھی موجود ہے۔ ''علم البشریات'' کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر وہ موضوع جس کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی ذات سے ہے ''بشریات سیرت'' کا حصہ بن سکتا ہے۔ ان موضوعات کی تعداد تو بہت زیادہ ہے لہٰذا ذیلی حصہ میں بطور مثال چند کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

(۱:۲) کلامیاتِ سیرت سے مراد وہ موضوعات ہیں، جو اصلاً علمِ کلام سے تعلق رکھتے ہیں لیکن سیرت کے واقعات اور حقائق سے ان کا گہرا تعلق ہے۔ اسی طرح کلامیاتِ سیرت میں وہ واقعات بھی شامل ہیں جو اصلاً سیرت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان کے معنی و مطالب کو سمجھنے کے لیے علمِ کلام کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیرت کے بہت سے پہلو ایسے ہیں جو علمِ کلام سے تعلق رکھتے ہیں اور علم کلام کے مباحث میں جائے بغیر ان کو سمجھنا مشکل ہے۔ ان مشترک موضوعات کو ''کلامیاتِ سیرت'' کا عنوان دیا جا سکتا ہے۔

''کلامیات'' کے حوالے سے ماضی میں بہت کام ہوا ہے۔ مثلاً ابن قیمؒ کی کتاب: زاد المعاد، امام غزالیؒ کی کتاب: معارف القدس، جلال الدین رومیؒ کی مثنوی، اقبالؒ کی کتاب: جاوید نامہ، شیخ احمد سرہندیؒ کے مکتوبات میں کلامیات کے موضوعات، وغیرہ۔(۳۱)

’’کلامیاتِ سیرت‘‘ کے تحت سیرت نگاری کے موضوعات کی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

نبوت اور رسالت کی حقیقت اور ضرورت۔ نبیؑ اور رسولؑ کے فرائض اور ذمہ داریاں۔ وحی کی حقیقت، ضرورت اور اقسام۔ وحی اور دیگر ذرائع علم۔ ختم نبوت اور حقیقت محمدیہ ﷺ۔ خصائص نبویؐ وفضائل نبویؐ۔ کلامِ الٰہی کی حقیقت اور مسئلہ خلقِ قرآن۔ معجزاتِ رسولؐ۔ معراجِ رسولؐ۔ معراج اور اسراء۔ روایت معراج۔ سند عصمتِ انبیاءؑ۔ بشائر الانبیاءؑ۔ شواہد نبوتؐ۔ تصور نبوتؐ۔ خصائصِ نبوتؐ۔ متعلقات، وغیرہ۔

(۲۔۲) رُوحانیاتِ سیرت (Spirituality of Sirah) کو ’’علم البشریات‘‘ کے ذیلی عنوان کے تحت اس لیے بیان کیا جا رہا ہے کیوں کہ بشریات کا علم انسان کی تخلیق، اُس کے مقصد پیدائش، انسان اور خالق کے تعلق، حقیقی اور ابدی روحانی خوشی جیسے موضوعات سے بحث کرتا ہے۔ لہٰذا ’’روحانیتِ سیرت‘‘ کو بھی سیرت نگاری کا ایک شعبہ قرار دے کر ’’علم البشریات‘‘ کے مروجہ اُسلوب میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

’’روحانیتِ سیرت‘‘ سے مراد رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی ہدایات ہیں جن کا تعلق ایک مسلمان کی روحانی تربیت اور بالیدگی سے ہے جسے قرآن مجید نے تزکیۂ نفس کا نام دیا ہے (۳۲)، اور اسے آپ کے کارِ نبوت کا حصہ قرار دیا ہے (۳۳)۔ یہ ہدایات تو شریعت، حدیث اور سنت کا حصہ ہیں لیکن سیرت کے باب میں بھی ان کا تذکرہ آتا ہے۔ سیرت کے موضوع سے براہ راست تعلق تزکیۂ نفس کے اُن اقدامات سے ہے جو حضورؐ نے اختیار فرمائے۔ آپؐ نے لوگوں کی روحانی پاکیزگی کے لیے کیا کیا؟ لوگوں کے اخلاق کی تربیت کس طرح فرمائی؟ لوگوں کی غلط عادات، رواجوں اور رویوں کو کیسے بدلا؟ ان سب کا مطالعہ ’’روحانیاتِ سیرت‘‘ کے ضمن میں آتا ہے۔ اس کی مثال حضور ﷺ کی دعائیں اور مناجات ہیں جو روحانیت کا اہم ذریعہ ہے۔

’’روحانیتِ سیرت‘‘ کا ایک اہم عنوان تصوّف کے سلسلے (Chains of Mysticism) ہیں جو چند صحابہؓ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی تک پہنچتے ہیں۔ سلسلہ ہائے تصوّف کی انتہا حضورؐ کی ذاتِ گرامی تک بیان کی جاتی ہے۔ مثلاً سلسلۂ نقشبندیہ ابوبکرؓ کے واسطے سے نبی مکرمؐ تک پہنچتا ہے۔ دیگر سلسلوں میں علی ابن طالبؓ، ابی بن کعبؓ اور ابوذر غفاریؓ کے واسطے سے تصوّف کے سلسلے نبی کریم ﷺ تک پہنچتے ہیں۔ روحانی سلسلوں کی یہ تاریخ اور حضور تک اس کی سند کا معاملہ خود روحانیتِ سیرت کا ایک اہم میدان ہے۔

مثال کے طور پر شیخ احمد سرہندیؒ، مجدّد الف ثانی، شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ، شیخ محمد الدین عربیؒ نے ’’روحانیتِ سیرت‘‘ کو الگ فن بنا دیا ہے۔ سیرت کی کتابوں میں اس فن کو عام طور سے اس لیے بیان کیا جاتا کہ اکثر سیرت نگار اس فن کے مردِ میدان نہیں تھے۔ لیکن سیرت کی بعض کتابوں میں یہ تذکرہ اجمال کے ساتھ موجود ہے۔ مثلاً شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ کی کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔

’’روحانیتِ سیرت‘‘ کا ایک اہم موضوع روحانیتِ انبیاء کا تقابلی مطالعہ بھی ہے۔ بعض سیرت نگاروں نے مختلف

انبیاء علیہم السلام کی روحانیت اور رسول اللہ ﷺ کی روحانیت کو آمنے سامنے رکھ کر دیکھا ہے۔ اس نازک موضوع کی چند مثالیں یہ ہیں۔ روحانیتِ اسلام سے کیا مراد ہے؟ حقیقت موسویؑ، حقیقت عیسویؑ اور حقیقت محدیؐ وغیرہ سے کیا مراد ہے؟ یہ ایک الگ میدان ہے جس پر لوگوں نے ہزارہا صفحات لکھے ہیں۔ خاص طور پر شیخ محی الدین بن عربیؒ کو فتوحاتِ مکیہ اس پورے میدان میں شاید اعلیٰ ترین کتاب ہے۔(۳۴)

''روحانیت سیرت'' کے زیرِ عنوان سیرت نگاری کے چند عنوانات ملاحظہ کیجیے:

حضور ﷺ کی شخصیت کا تصور کی اصطلاحات میں بیان۔ نورِ محمدی کی حقیقت۔ حقیقتِ محمدیہ۔ برزخِ کبریٰ کا مطالعہ۔ یہ تصوف کے بڑے بڑے موضوعات ہیں۔ ان پر اکابر صوفیا نے بہت کچھ لکھا ہے مگر آج ان موضوعات کو سماجی علوم کی زبان میں پیش کرنے کی ضرورت موجود ہے۔

(۳:۲) قرآنی سیرت (Qur'anic Sirah) کو بھی ''بشریاتِ سیرت'' کا ایک اور ذیلی موضوع قرار دیا جاسکتا ہے کیوں کہ اس کا مصدر قرآن مجید ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ سیرت کا بنیادی حصہ اور وقائع سیرت کا بنیادی ڈھانچہ قرآن مجید سے مکمل طور پر مرتب ہو جاتا ہے۔

''قرآنی سیرت'' سے مراد قرآن مجید کی روشنی میں سیرت کے اُن اہم واقعات اور ضروری تفصیلات کا مطالعہ کرنا ہے جو صراحتاً اور ارشادتاً بیان کی گئی ہیں۔ واقعاتی تفصیلات سے بڑھ کر قرآن مجید میں اُن واقعات پر جو تبصرہ کیا گیا ہے وہ بھی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کے سلسلے میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے ہر مستند سیرت نگار نے قرآن مجید کو اساسی ماخذ کے طور پر سامنے رکھا ہے۔ لہٰذا، قرآن مجید کے بیان کردہ واقعات کی روشنی میں حضور کی سیرت کو مرتب کرنا ''قرآنی سیرت'' کہلائے گا۔

''قرآنی سیرت'' کے زیرِ عنوان سیرت نگاری کے چند موضوعات کی مثالیں ملاحظہ کیجیے:

رسول اللہ ﷺ کا مقام، مشن اور ذمہ داری۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات۔ آپؐ کے اخلاق و کردار کی ربّانی تعریف۔ آپ ﷺ کی ربانی تربیت۔ حضور کو مخاطب کرنے کے انداز۔ نبی ﷺ کی روحانی، سماجی، معاشی اور سیاسی تربیت۔ ہجرت نبوی کے واقعات اور اسباب۔ معراج مصطفیٰ کا تفصیلی واقعہ۔ کفار مکہ کی مخالفت کیوں؟ مخالفین محمد ﷺ کے اعتراضات اور اُس کا جواب۔ غزواتِ بدر، اُحد، خندق، قریظہ، تبوک کے اسباب وغیرہ۔

(۴:۲) احادیثی سیرت (Traditional Sirah) کو بھی ''بشریاتِ سیرت'' کا ایک اور ذیلی موضوع قرار دیا جاسکتا ہے۔ ''احادیثی سیرت'' کا مصدر احادیث صحیحہ اور ثابتہ ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ سیرت مصطفیٰ ﷺ کا بنیادی حصہ اور وقائع سیرت کا بنیادی ڈھانچا احادیث مبارکہ سے بھی مکمل طور پر مرتب ہو جاتا ہے۔

''احادیثی سیرت'' سیرت نگاری کی وہ صنف ہے جس کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے ہو یا جس سیرت نگاری کی

بنیاد احادیث پر رکھی گئی ہو۔اس سے مراد احادیث مبارکہ کی روشنی میں نبی مکرم ﷺ کی سیرت کو بیان کرنا ہے۔احادیث کی مدد سے سیرت نگاری کے لیے بنیادی اور ضروری تفصیلات کے واضح اشارے مل جاتے ہیں۔اس لیے تمام مستند اور قابل اعتماد سیرت نگاروں نے احادیث کو اساسی ماخذ کے طور پر سامنے رکھا ہے۔مستند احادیث کے ہر مجموعے میں سیرت طیبہ کے اہم ترین واقعات موجود ہیں۔اہل علم نے احادیث صحیحہ کی بنیاد پر سیرت کے مجموعے مرتب کیے ہیں۔جدید تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ احادیث کی بنیاد پر مرتب کی جانے والی کتابوں اور بقیہ سیرت نگاروں کی تفصیلات میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں ہے۔ اس سے پتا چلا کہ احادیث صحیحہ سے سیرت کے اصل وقائع، اساسی مسائل اور معلومات مل جاتی ہیں۔لہٰذا، احادیث کی روشنی اور سماجی علوم کی زبان اور اُسلوب کے ذریعے حضور ﷺ کی سیرت مرتب کرنے کو ''احادیثی سیرت'' کہا جاسکتا ہے۔

شاید یہ کہنا غلط نہ ہو کہ کتب احادیث کے تمام ابواب ''احادیثی سیرت'' کے موضوعات بن سکتے ہیں۔آپ ﷺ کی ولادت سے وصال تک کے تمام روحانی، سماجی، معاشی اور سیاسی واقعات ''احادیثی سیرت'' ہی تو ہیں۔

''احادیثی سیرت'' کے موضوعات کی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے: رسول اللہ ﷺ کا مقام، مرتبہ اور ذمہ داری، حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات۔احادیث قدسی میں آپؐ کے اخلاق و کردار کی تعریف۔آپؐ کی تربیت ربانی، حضورؐ کے مخاطب کرنے کے انداز۔نبی ﷺ کی روحانی، سماجی اور معاشرتی تربیت۔ہجرت نبوی کے واقعات۔ہجرت کے مراحل۔معراجِ مصطفیٰ کا مطالعہ۔کفارِ مکہ کی مخالفت۔مخالفین محمد ﷺ کے اعتراضات اور اُس کا جواب۔غزوات کے واقعات پر حضور کی کیفیت اور تبصرہ۔حضور اور صحابہؓ کا تعلق احادیث کی روشنی میں وغیرہ۔

(۵:۲) لوک سیرت (Folk Sirah) کو بھی ''بشریاتِ سیرت'' کا ایک حصہ قرار دیا جاسکتا۔کیونکہ ''علم البشریات'' کی تعریف اور تشریح سے یہ بات واضح ہوئی تھی کہ ''علم البشریات'' اپنی وسعت اور ہمہ گیری کی وجہ سے انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے مطالعہ کو سمیٹ لیتا ہے۔

''لوک سیرت'' سے مراد سیرت مبارکہ کو عوامی انداز سے پیش کرنا ہے۔ جہاں سیرت طیبہ پر تحقیقی اور عالمانہ کام ہوئے ہیں وہاں سیرت پر عوامی انداز میں بھی کام ہوئے ہیں۔اگر ایک نئی اصطلاح وضع کی جائے تو اسے ''لوک سیرت'' بھی کہہ سکتے ہیں۔مسلمان اہل قلم قدیم زمانے سے ''لوک سیرت'' لکھتے چلے آرہے ہیں۔اس طرح کی سیرت نگاری کا مقصد یہ تھا کہ عامتہ الناس کو سیرت کے بنیادی حقائق سے روشناس کرایا جائے اور ایسے چھوٹے چھوٹے رسالے اور کتابچے تیار کرائے جائیں جن میں رسول ﷺ کی عظمت، آپ کی فضیلت اور بزرگی لوگوں کے سامنے آجائے۔لوک سیرت کا ایک اہم نمونہ میلاد نامے اور موالید بھی ہیں۔ان میں صرف ولادتِ رسول کا تذکرہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ حضورؐ کی معجزات اور حضورؐ کی ولادت سے پہلے ہونے والی بشارتوں کا تذکرہ بھی ہوتا ہے، جس کو صوفیاء کی زبان میں **''اِرھاصات''** (signs or indications) کہتے ہیں۔

اِرھاصۃ سے مراد کسی عظیم روحانی شخصیت کی ولادت سے پہلے ایسے شواہد ہیں جو اہلِ روحانیت اور اہل کشف کے سامنے آنے لگیں۔ یہ کتب موالید کب سے لکھی جانی شروع ہوئیں؟ اس کے بارے میں تعین کے ساتھ کچھ کہنا دشوار ہے۔ لیکن پانچویں صدی ہجری سے موالید پر کتابیں آنا شروع ہوگئی تھیں۔ اُس وقت سے آج تک تمام اسلامی زبانوں میں میلادنامے لکھے جارہے ہیں۔(۳۵)

''لوک سیرت'' کے موضوعات میں رسالوں، کتابچوں، میلادناموں، موالید، معجزات، بشارتوں کے علاوہ بچوں کی کہانیوں، متحرک تصویری حقائق (Documentaries) اور متحرک تخلیقی خاکوں (Animated Movies) کو بھی ''لوک سیرت'' میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

(۶:۲) اَدبیاتِ سیرت (Sirah Literature) کو بھی ''بشریاتِ سیرت'' کا ایک حصہ قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ ''اَدبیات'' (Literature) کے زیرِعنوان تحریروں کی اُن تمام اقسام کو شامل سمجھا جاتا ہیں جن میں تخیلی اظہار، جمالیاتی ہیئت، نظریات کی ہمہ گیری اور دوام کی خصوصیات شامل ہوں۔ مثال کے طور پر افسانوی ادب، شاعری، موضوعی ادبی تخلیقات، ذخیرۂ ادب وغیرہ۔(۳۶)

''ادبیاتِ سیرت'' (Sirah Literature) سے مراد رسول اللہ ﷺ کے خطبات اور مکاتیب کا ادبی اعتبار سے جائزہ لینا ہے۔ پرانے زمانے کے ادیبوں اور ماہرینِ ادب نے یہ جائزہ لیا کہ حضورؐ کے ارشادات کا عربی زبان اور اس کے اسالیب، ساخت، اور طرزِ بیان پر کیا اثر پڑا ہے۔ خود اس کی خوبیاں کیا ہیں؟ فصاحت اور بلاغت کے کون کون سے نکتے وہاں سے نکلتے ہیں؟ حضور نے عربی زبان کو کون کون سے نئے اسالیب عطا فرمائے؟ اس زبان کو کیا رونق بخشی ہے؟ ان چیزیں کو ادبیاتِ سیرت کا حصہ کہا جاسکتا ہے۔ اس میں قدیم ترین مواد غالباً ''**الجاحظ**''(۳۷) کے ہاں ملتا ہے جس نے ''**البیان والتبیین**'' میں ایک مفصل باب رسول اللہ ﷺ کی ادبیات، زبان دانی اور فصاحت و بلاغت کے بارے میں وقف کیا ہے۔

''منظوم سیرت'' (Poetic Sirah) کو بھی ''ادبیاتِ سیرت'' میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ منظوم سیرت کا طریقۂ کار بہت شروع سے چلا آرہا ہے۔ ابن ہشام کی سیرت کو کئی لوگوں نے نظم کیا ہے۔ اس کے مضامین کو عربی نظم میں بیان کیا۔ پھر عربی نظم میں جب واقعات کو بیان کرنے کی روایت چل پڑے، تو فارسی نظم میں کئی واقعات بیان کیے گئے۔ اُردو زبان کا دامن بھی سیرت کے منظوم بیان سے خالی نہیں ہے۔ الطاف حسین حالی کی 'مسدس'، حفیظ جالندھری کا ''شاہنامۂ اسلام'' اور علامہ اقبال کا کلام، منظوم سیرت ہی کا نمونہ ہے۔

''مدائح نبوی'' (Admiration of Prophet) کو بھی ''ادبیاتِ سیرت'' کا ایک حصہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ صحابۂ کرامؓ بلکہ اُن سے پہلے ہی سے مدائح نبوی ﷺ کا رواج چلا آرہا ہے۔ بعض اشعار جناب عبدالمطلب سے بھی منسوب ہیں جو سیرت ابن ہشام وغیرہ میں منقول ہیں۔ جناب ابوطالب نے بھی حضورؐ کے بارے میں کچھ شعر کہے تھے۔ اُس وقت سے آج

تک ہر شاعر اور ادیب اپنی قدرت اور بساط کے مطابق نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو منظوم خراجِ عقیدت پیش کرتا چلا آ رہا ہے۔ فارسی اور اردو کا دامن اس موضوع پر سب سے زیادہ وسیع ہے۔(۳۸)

(۳) معاشیات یا اقتصادیات (Economics):

''معاشیات یا اقتصادیات'' ایک وسیع اور ہمہ گیر علم ہے جو متعدد تعریفات، اقسام اور ذیلی شاخوں پر مشتمل ہے۔ یہ مقالہ ان سب کے تعارف کا متحمل نہیں ہوسکتا ہے لہٰذا یہاں ''علم معاشیات'' کا مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے جس کا مقصد سیرت نگاری کی ایک نئی صنف ''معاشیاتِ سیرت'' (Economics of Sirah) کو متعارف کرانا ہے۔

''معاشیات'' کی ہمہ گیر نوعیت اور وسعت کے سبب ماہرین معاشیات نے اس علم کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں جنہیں تین طرح سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ اول: کلاسیکی (Classical) جس میں معاشیات کو دولت کا علم قرار دیا گیا ہے۔ دوم: نو کلاسیکی (Neo-Classical): جن میں معاشیات کو مادّی فلاح و بہبود (Material Welfare) کا علم قرار دیا گیا۔ سوم: جدید (New) جس میں بتایا گیا ہے کہ معاشی مسئلہ خواہشات کی کثرت (Multiplicity of Wants) اور ذرائع کی قلّت (Scercity of Resources) سے پیدا ہوتا ہے۔(۳۹)

There are multiple - yet similar- definitions of economics. It is perhaps best defined as the study of the creation, consumption, and distribution of scare resources. It is broadly categorized into two subfields: macroeconomics and microeconomics. Macroeconomics emphasizes national scale economies and their interactions. whereas Microeconomics tends to focus on interaction between agencies, corporation and individuals. While focusing primarily on markets, economics also explores how markets influence and shape other cultural phenomena. Economists focus on the way in which individuals. groups, business enterprises and govermments seek to achieve any economic objective efficiently. Perhaps, the only fool proof definition is attributed to Jacob Viner: "economics is what economists dol.(40)

(۴) معاشیاتِ سیرت (Economics of Sirah):

''معاشیاتِ سیرت'' سے مراد محمد ﷺ کی زندگی اور دورِ مبارکہ کا مطالعہ علم معاشیات کی روشنی میں کرنا اور اُسے معاشیات کی زبان میں ڈھال کر پیش کرنا ہے۔ اس موضوع پر کام کرنے کے لیے اس نزاکت کو سمجھنا بہت ضروری ہے کہ قرآن مجید کے احکام، نبی کریم ﷺ کی سنت، سیرت اور فقہ میں گہرا ربط پایا جاتا ہے۔ جب تک ان تینوں چیزوں کا گہرا فہم حاصل نہ ہو، اور جب تک ان مصادر میں گہری بصیرت حاصل نہ ہو، اُس وقت تک ''معاشیاتِ سیرت'' کے عنوان سے سیرت نگاری کرنا آسان نہیں ہے۔ اس ضمن میں یہ بات پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ ''معاشیاتِ سیرت'' کو پیش کرنے کے لیے ازبس ضروری ہے کہ مکی، مدنی، اور عربوں کی تاریخ کا مطالعہ باریک بینی سے کیا جائے۔

''معاشیاتِ سیرت'' کے چند موضوعات کی مثالیں ملاحظہ کیجیے: تجارت کے اُصول وضع فرمائے۔ کسب معاش کا عادلانہ نظام رائج فرمایا۔ معاشی ترقی کا تصور دیا اور اس کے لیے عملی تدابیر فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نئی معاشرت کے

لیے مواخات کا نظام متعارف کرایا۔ زمینوں کی خرید وفروخت کے اُصول وضع فرمائے۔ مردم شماری (Census) کرائی۔ نئے مکانات کی تعمیر کے نقشہ جات کے لیے ہدایات دیں۔

گھریلو صنعت کاری، زراعت، تجارت، بازار کا نظام (Market Mechanism)، تجارتی معاہدے (Business Contracts)، مالیاتی نظام (Monetary System)، تبادلے کا نظام (Insititution of Exchange) تقسیم زکوۃ اور تقسیم میراث سے متعلق متعدد ہدایات اور فیصلے فرمائے۔

''معاشیات سیرت'' کے حوالے سے ماضی اور حال میں کئی پہلوؤں سے کام ہوا ہے، لیکن اس مضمون کی اہمیت اور وسعت کے پیش نظر مزید کام کی ضرورت موجود ہے۔ ''معاشیات سیرت'' کے زیرِعنوان سیرت نگاری کے چند موضوعات کی مثالین ملاحظہ کیجیے:

محمد ﷺ کی معاشی زندگی۔ بعثت نبوی سے پہلے اور بعد کے معاشی ادارے اور نظام۔ دور نبوی کے معاشی اداروں کی نوعیت اور ارتقاء۔ دور محمدیؐ کا مالیاتی نظام۔ دور محمدیؐ کا تجارتی نظام۔ محمد ﷺ کے معاشی تصورات اور پیدائش دولت کے اُصول۔ محمد ﷺ کے دور میں عاملین پیدائش کے معاوضہ کا تصور اور تعین۔ محمد ﷺ کے دور میں دولت کی پیداوار اور صرف کا نظام۔ دور نبوی میں زرعی، صنعتی اور تجارتی پیداوار کا نظام۔ دور محمدی کے اندرونی، بیرونی اور بین الاقوامی تجارتی قوانین۔ دور محمدیؐ میں آمدن کے ذرائع اور مصارف۔ محمدیؐ تصور دولت اور ملکیت۔ تقسیم دولت کا محمدیؐ تصور اور نظام۔

(۴) سیاسیات (Political Science):

''علم سیاسیات'' کی ہمہ گیر نوعیت اور وسعت کے سبب ماہرین سیاسیات اس علم کی مختلف تعریفیں اور اقسام بیان کرتے ہیں۔ ذیل میں اس علم کا مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے جس کا مقصد سیرت نگاری کی ایک نئی صنف ''سیاسیاتِ سیرت'' کو متعارف کرانا ہے تاکہ ''علم سیاسیات'' کے مضامین کو پیش نظر رکھ کر عصری سماجی علوم کے مروجہ اسالیب میں سیرت نگاری کی جاسکے۔

حکومت کی ساخت، تنظیم، اُصولوں اور اُس کے رویہ یا پالیسیوں کے مطالعہ کو ''علم سیاسیات'' کہا جاتا ہے''۔(۴۱)

''علم سیاسیات'' مملکت کی ماضی کی تاریخی تحقیق، حال کا تجزیاتی مطالعہ اور اخلاقی نقطۂ نظر سے مملکت کے امکانی مستقبل پر بحث کا نام ہے۔ اس علم میں مملکت کے تمام ادوار اور پہلوؤں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ (۱) بیانیہ پہلو (Descriptive Aspect) یعنی مملکت زمانۂ حال میں۔ (۲) تاریخی پہلو (Historical Aspect) یعنی مملکت کا ماضی۔ (۳) اخلاقی پہلو (Ethical Aspect) یعنی مملکت کا مستقبل۔ ''علم سیاسیات'' کی یہ تعریف نہ صرف یہ کہ مکمل اور جامع ہے بلکہ اس علم کے موضوع بحث اور وسعت کو بھی بیان کر دیتی ہے۔(۴۲)

"Political Science is th systematic study of governance by the application of empirical and generally scientific methods of analysis. As traditionally defined and studied, political science examines the state and its organs and institutions. The contemporary discipline, however, is considerably broader than this, encompassing studies of all the societal, cultural, and psychological factors that mutually influence the operation of government and the body politic. Although political science borrows heavily from other social sciences, it is distinguished from them by its focus on power defined as the ability of one political actor to get another actor to do what it wants at the international, national and local levels".(43)

''علم سیاسیات'' کے مندرجہ بالا تعارف سے معلوم ہوا کہ یہ انتہائی اہم اور وسیع علم ہے جس میں مملکت کے تمام ادوار اور حکومت کی تنظیم، ڈھانچے اور رویے یا پالیسیوں کا تحقیقی اور تجزیاتی مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس علم کی اہمیت کے پیشِ نظر عصری سماجی علوم کے مروجہ اُسلوب کے مطابق ایک نئی صنف ''سیاسیاتِ سیرت'' کے زیرِ عنوان سیرت نگاری کی جانی چاہیے۔ ذیلی سطور اسی موضوع کے تعارف اور ترغیب پر مبنی ہیں۔

(۴) سیاسیاتِ سیرت (Political Science):

۱۱ ذی الحجہ سن ۱۳ نبوی کو مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ اس کے پہلے سربراہ مملکت ہوئے۔ 'علم سیاسیات'' کی زبان میں اسے ''سیاسیات سیرت'' کا آغاز قرار دیا جاسکتا ہے۔ ''سیاسیات سیرت'' سے مراد حضور ﷺ کے عہد مبارکہ میں کیے گئے اُن تمام سیاسی اُمور کا مطالعہ کرنا ہے جن کا تعلق مذہبی، سماجی، ثقافتی، معاشی، قومی اور عالمی معاملات سے ہے۔ آج ان تمام معاملات کو عصر حاضر کی علمی زبان میں زیر بحث لاکر پیش کرنے اور اُن شبہات کو دور کرنے کی ضرورت ہے جو دانستہ یا غیر دانستہ پیدا کیے گئے ہیں۔

اس موضوع پر ماضی میں مختلف عنوانات کے تحت بہت کام ہوا ہے لیکن عصر حاضر کے سماجی علوم کے مستعمل زبان میں سیرت نگاری کرنے کی ضرورت اب بھی موجود ہے۔ ''سیاسیات سیرت'' کے زیرِ عنوان سیرت نگاری کے چند جدید موضوعات کی مثالیں یہ ہوسکتی ہیں:

محمدیؐ نظریۂ خلافت۔ محمد ﷺ کا نظریۂ فلاحی مملکت۔ محمدیؐ نظریۂ انسانی حقوق۔ محمدیؐ نظریۂ مملکت، قوم اور قومیت۔ محمد ﷺ کے سیاسی محرکات (Political Dynamics)۔ محمد ﷺ کا اخلاقی (Ethical) نظریۂ سیاسی۔ محمد ﷺ کا قیاسی (Speculative) نظریۂ سیاسی۔ محمد ﷺ کا عمرانی (Sociological) نظریۂ سیاسی۔ محمد ﷺ کا قانونی نظریۂ سیاسی۔ محمد ﷺ کا نظریۂ معاہدۂ عمرانی (Theory of Social Contract)۔ دور نبوی کے مذہبی، سماجی، معاشی، قانونی اور سیاسی اداروں کا تجزیاتی مطالعہ۔ دور نبویؐ کی مملکت اور معاشرہ۔ محمد ﷺ کی سیاست کے مذہبی، سماجی اور سیاسی اثرات۔ دور نبویؐ میں مذہبی، سماجی، مالیاتی اور سیاسی نظم عامہ (Public Administration)۔ دور نبویؐ کی بین الاقوامی سیاسی اور معاشی پالیسی۔ محمد ﷺ کے سیاسی معاہدوں کی حکمتیں۔ کیا 'میثاق مدینہ' چھوٹی دولتِ مشترکہ (Common Wealth) تھی؟ وغیرہ۔

(۵) جغرافیہ یا علم الارض (Geography):

''جغرافیہ'' کو علم الارض بھی کہا جاتا ہے۔ جغرافیہ زمین کی سطح کا وہ علم ہے جس میں مقام نگاری، موسم، سمندر، نباتی و حیوانی حیات اور زمین پر بسنے والی مختلف اقوام اور نسلوں کی سیاسی اور معاشرتی خصوصیات کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور زمین یا اس کے کسی خصوصی حصہ کی مقام نگاری یا جغرافیائی خصوصیات کا تجزیاتی مطالعہ کیا جاتا ہے۔(۴۴)

Geography is science that deals with the distribution and arrangement of allo elements of the earth's surface. Geographic study encompasses the environment of the earth's surface and relationship of humans to this environment. Which includes both physical and cultural geopraphic geatures. Physical geographic features include the climate, land and water, and plant and animal life. cultural geographic fetures include artificial entities, such as natios, settlements, lines of communication, transportation, buildings, and other modifications of the physical geographic environment. Geographers use economics, history, biology, geology and mathematics in their studies.(45)

عصر حاضر میں جغرافیہ کے روایتی مضمون میں بڑی توسیع ہوئی ہے جس کی تنظیم مندرجہ ذیل موضوعات میں کی گئی ہے۔

(۱) فطری اور انسانی دنیا کے درمیان رشتہ۔ (۲) فطرت یا انسان کے تخلیق کردہ امتیازات، جو دنیا کے مختلف حصوں میں پائے جاتے ہیں۔ (۳) انسانوں کی مکانی تقسیم، جس کی نمائش ہر طرح کے فطری اور انسانی مظاہر سے ہوتی ہے۔ (۴) ماحولیاتی اور مقامی شراکت کے مخصوص مظاہر۔ (۵) جغرافیائی مطالعہ میں نقشہ کی مدد سے زیر مشاہدہ یقینی پہلوؤں کی جماعت بندی، ترتیب، بیان اور تشریح۔ (۶) طبعی جغرافیہ جس کے موضوعات کی چند مثالیں یہ ہیں: فضائی سائنس۔ ارضی مناظر (Landscape)۔ ارضی مناظر کی نشونما۔ ارضی مناظر کی ساخت۔ علم آب و ہوا۔ طبیعاتُ الارض۔ ماحولیاتی مسائل۔ ماحولیاتی اثرات وغیرہ۔ (۷) انسانی جغرافیہ جس کے موضوعات کی چند مثالیں یہ ہیں: علاقائی جغرافیہ۔ شہری جغرافیہ۔ زرعی جغرافیہ۔ صنعتی جغرافیہ۔ تجارتی جغرافیہ۔ سرحدی جغرافیہ۔ سیاسی جغرافیہ۔ جغرافیۂ حمل ونقل۔ انسانیاتی جغرافیہ (Humanistic Geography)۔ جغرافیۂ جنس۔ مذکرومؤنث۔ (Geography of Gender)۔ نسل اور مسائلِ تذکیروتانیث (Race & Gender Issues) وغیرہ۔(۴۶)

(۵) جغرافیۂ سیرت (Geography of Sirah):

علم جغرافیہ کی مندرجہ بالا تعریف اور وسعت کو بیان کرنے کا مقصد سیرت نگاری کی ایک اور صنف ''جغرافیۂ سیرت'' کی طرف توجہ مبذول کرانا ہے جس میں آج جدید طرز کی سیرت نگاری کے امکانات بھی ہیں اور ضرورت بھی۔

''جغرافیۂ سیرت'' سے مراد علوم جغرافیہ کی نظر سے سیرۃ النبی کے تجزیاتی مطالعہ کا تحریری بیان پیش کرنا ہے۔ اس مطالعہ میں محمد ﷺ کے عہد کے مقامات، موسم، سمندر، نباتی وحیوانی حیات اور بسنے والی اقوام اور نسلوں کی سیاسی اور معاشرتی خصوصیات کا مطالعہ کرنا اور زمین کے کسی خصوصی حصہ کی مقام نگاری یا جغرافیائی خصوصیات کا تجزیاتی مطالعہ کرنا شامل ہے، جسے آج Geo-Politics کہتے ہیں۔

ماضی میں سیرت نگاروں نے مختلف واقعاتِ سیرت کے جغرافیائی پس منظر پر بھی روشنی ڈالی ہے۔مثلاً صلح حدیبیہ اور فتح خیبر میں باہم تعلق یہ تھا کہ مدینہ منورہ دو دشمنوں کے درمیان واقع تھا، دونوں سے کھلی جنگ تھی، جنوب کی سمت میں قریش مکہ تھے اور شمال کی سمت یہود۔دونوں کا آپس میں گہرا تعلق اور معاہدہ تھا۔اسی طرح جنگِ احزاب میں یہودیوں نے مشرکین مکہ کا ساتھ دیتے ہوئے ہر طرح کے وسائل فراہم کیے۔اسی طرح قرآن مجید کی سورت 'القریش' میں "رحـــــلة الشتاء والصیف" کا ذکر آیا ہے۔اس کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے بھی خطۂ عرب کا جغرافیہ سمجھنا ضروری ہے۔

قرآن وحدیث کے جغرافیائی بیانات۔دور نبویﷺ کا جغرافیہ۔دور نبوی کی جغرافیائی خصوصیات۔عہد نبوی کی مقام نگاری۔دور نبوی کے موسم، سمندر، نباتی وحیوانی حیات کا مطالعہ۔دور نبوی میں بسنے والی اقوام کی سیاسی اور معاشرتی خصوصیات کا تجزیہ۔دور نبوی میں فطرت اور انسان کے تخلیق کردہ امتیازات۔دور نبوی میں انسانوں کی مکانی تقسیم۔دور نبوی کے ارضی مناظر (Landscape) کی ساخت اور نشوونما۔دور نبوی کی آب وہوا۔ماحولیاتی مسائل اور ماحولیاتی اثرات۔دور نبوی کا انسانیاتی جغرافیہ (Humanistic Geography)۔دور نبوی کا علاقائی اور شہری جغرافیہ۔دور نبوی کے ارضی ذخائر۔دور نبوی کا زرعی اور صنعتی جغرافیہ۔دور نبوی کا تجارتی جغرافیہ۔دور نبوی کا سرحدی جغرافیہ۔دور نبوی کا سیاسی جغرافیہ۔دور نبوی کا جغرافیۂ جنس- مذکر ومؤنث- (Geography of Gender)۔دور نبوی کی نسل اور مسائل تذکیر و تانیث (Race & Gender Issues)۔

(٦) علم نفسیات (Psychology):

"علم نفسیات" کو علم النفس بھی کہا جاتا ہے۔اس علم کا تعلق ذہن انسانی سے ہے۔اس علم کو شعور اور طرز عمل کے واقعات کے بغور مطالعہ سے اخذ کر کے تحریری طور پر بیان کیا جاتا ہے۔یہ ذہن یا کردار کی وہ مجموعی کیفیات ہیں جو کسی گروہ یا اُس کے کسی رکن کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔(٤٧)

"Psychology is the scientific study of behavior and the mind. This definition contains three elements. The first is that psychology is a scientific enterprise that obtains knowledge through systematic and objective methods of observation and exprimentation. Second is that psychologists study behavior, which refers to any action or reaction that can be measured and observed - such as the blink of an eye, an increase in heart rate, or the unruly violence thet often erupts in a mob. Third is that psychologists study the mind, which refers to both conscious and unconscious mental states. these state cannot actually be seen, only inferred from observable behavior"(48)

"علم نفسیات" ایک وسیع تر علم ہے جسے ذہن کے مطالعہ، انسانی رویوں کے مطالعہ اور تحقیق یا انسان کے معاشرتی رویہ اور طبیعاتی ومعاشرتی ماحول کے حوالے سے مطالعہ کا علم تسلیم کیا جاتا ہے۔تاریخی اعتبار سے علم نفسیات ایک باقاعدہ اور آزاد علم کے طور پر کافی تاخیر سے اُبھرا ہے، تاہم اس کی روایات، اس کے نظم وضبط کو بعض دوسرے علوم مثلاً مذہبیات،

منطق، فلسفہ اور نظریۂ علوم کے دائرہ سے ہی متعلق تصور کیا جاتا ہے۔ ماہرین اور دانشور ''علم نفسیات'' کو ذہن کے وظائف، مثلاً یادداشت، تصور اور قوتِ فیصلہ کا نفسیاتی نقطۂ نظر سے مطالعہ قرار دیتے ہیں۔ نفسیات کی خواہ کوئی بھی ''تعریف'' اختیار کی جائے، اس میں نظریاتی اور عملی دونوں پہلو شامل ہوں گے، کیوں کہ اس علم میں انسان کے بارے میں تشویش ہی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جو کسی انسان کے مختلف تجربات اور رویوں کے مطالعہ پر اُکساتی ہے۔(۴۹)

(۶) نفسیات سیرت (Psychology of Sirah):

''علم نفسیات'' کی مندرجہ بالا تعریف اور وسعت کو بیان کرنے کا مقصد سیرت نگاری کے ایک اور عنوان ''نفسیاتِ سیرت'' کی طرف توجہ مبذول کرانا ہے جس میں سماجی علم کے مروجہ اسالیب میں سیرت نگاری کی ضرورت ہے۔

''نفسیات سیرت'' سے مراد سیرت کے اُن پہلوؤں کا مطالعہ کرنا ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی خاص شخص، گروہ یا اُس کے رکن اور کسی قوم کو جو ہدایات دیں اُن کے پیچھے کیا حکمت تھی۔ مخاطبین کے ذہن میں کیا خیالات اور تصورات تھے جن کی وجہ سے آپؐ نے وہ بات ارشاد فرمائی۔ اور نصیحت اور تبلیغ کے دوران مخاطب کی نفسیات اور مزاج کو ذہن میں رکھنے کی خاطر حضور نے کیا کیا چیزیں پیش نظر رکھیں اور کن باتوں کا خیال رکھا؟ رسول اللہ ﷺ کسی انسان کے علم، شعور اور طرز عمل کا مطالعہ اور تجزیہ کیسے کرتے تھے؟

''نفسیاتِ سیرت'' میں تدریج ایک بنیادی خصوصیت ہے۔ یعنی یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے احکامات میں تدریج کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو احکام بھی دیے وہ تدریج کے ساتھ دیے۔ اگر پہلے دن کہا جاتا کہ فلاں کام نہ کرو اور فلاں کام کرو تو شاید لوگ اس پر آسانی سے تیار نہ ہوتے کیوں کہ پرانی عادتوں اور رواجوں کو اچانک تبدیل کرنا زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ اور بتدریج آنے والی تبدیلی زیادہ دیرپا اور گہری ہوتی ہے۔ ہر معاشرہ میں ایسے لوگوں کی تعداد کم ہوتی ہے جو اپنے ماضی سے یکدم کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔

''نفسیات سیرت'' کی اس خصوصیت کو سمجھنے کے لیے سیرۃ النبی ﷺ کی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

عربوں میں شراب نوشی باعث تفاخر اور عام تھی۔ اسلام نے شراب نوشی کو تدریج کے ساتھ حرام کیا۔ لیکن حضور ﷺ نے شراب بنانے کی بعض ایسی چیزوں اور طریقوں کی ممانعت فرما دی جو دراصل حرام نہیں تھی مگر شراب کے ساتھ وابستہ تھیں۔ صحیح بخاری اور مسلم دونوں کی روایت ہے کہ ایک قبیلہ جو شراب نوشی میں بڑا نمایاں تھا اُسے آپؐ نے چار قسموں کے برتنوں کی ممانعت کی خاص ہدایات دی تھیں جو دوسرے قبیلوں کو نہیں دی تھیں۔

بعض اوقات آپؐ نے مخالفین کی مخالفت کی شدت کو کم کرنے کے لیے اقدامات فرمائے جس میں اُن کے مزاج اور نفسیات کا لحاظ رکھا۔ مثلاً حضور ﷺ کا ابوسفیانؓ کی صاحبزادی سے نکاح کرنا کہ جس کے بعد وہ کبھی آپ کے مقابلے پر نہ آئے۔ مکہ مکرمہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوتے وقت آپؐ کا پروگرام یہ تھا کہ اس شہر پر پُرامن طور قبضہ کیا جائے، فوجی کارروائی

مقصد نہ تھا۔لہٰذا آپؐ نے واضح طور پر ہدایت دی تھی کہ جب تک کفار مکہ کی طرف سے مزاحمت نہ ہوتلوار نہ اُٹھائی جائے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں اعتکاف فرما رہے تھے۔حضرت صفیہؓ بعد نماز عشاء کھانا کپڑے دینے یا کسی اور غرض سے ملنے آئیں۔آپ اُنھیں مسجد کے دروازے تک چھوڑنے گئے تاکہ وہ بے خوف ہوکر گھر جاسکیں۔گلی کے نکڑ سے دو انصاری صحابہؓ گزر رہے تھے۔وہ حضور کو رات کے اندھیرے میں دیکھ کر ٹھٹکے۔آپ نے اُن دونوں کو بلایا اور فرمایا کہ یہ صفیہؓ بنت حیی ہیں، یعنی کوئی غیر خاتون نہیں ہیں۔انھوں نے کہا: رسول اللہ ہمارے دل میں کوئی بدگمانی پیدا نہیں ہوسکتی۔ آپؐ نے فرمایا: شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ہوسکتا ہے کہ وہ تمھارے دل میں یہ بدگمانی ڈال دیتا کہ رات کے اندھیرے میں یہ کون خاتون ہے جو اعتکاف کے موقع پر میرے پاس تنہا آئی ہے۔اس لیے یہ وضاحت ضروری سمجھی۔(۵۰)

''نفسیات سیرت'' کی چند اور مثالیں ملاحظہ کیجیے۔انسانی زندگی کے تمام اعمال میں حضورؐ کی سکھائی ہوئی دعائیں، جسے آپؐ نے عبادت کا مغز قرار دیا، ایک طرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلق قائم ہونے کا تصور دیتی ہیں تو دوسری طرف انسان کو ذہنی اور قلبی سکون بخشتی ہیں۔اسی طرح آپؐ کی سکھائی ہوئی عبادات۔نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور نفلی عبادات اور صدقات۔بھی تعلق باللہ اور نفسیاتی اور روحانی سکون کا باعث بنتے ہیں۔زندگی کے تمام مذہبی، سماجی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات انسان کی فطری جبلّت کا نفسیاتی علاج فراہم کرتی ہیں۔

عصر حاضر میں ''نفسیات سیرت'' کے زیرعنوان سیرت نگاری کے چند ممکنہ موضوعات کی مثالیں یہ ہیں:

علم نفسیات کے نقطۂ نظر سے رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں یا ہدایات کا مطالعہ۔نبی کریم ﷺ کے فیصلوں اور ہدایات کے نفسیاتی عوامل اور حکمتیں۔رسول اللہ ﷺ بحیثیت معالجِ نفسیاتِ انسانیت۔محمد ﷺ بحیثیت نفسیاتی دانشور۔نفسیاتِ سیرت اور اسلامی عبادات کا تعلق۔نفسیاتِ سیرت اور مذہبی، سماجی معاشرتی اور سیاسی معاملات کا تعلق۔تعلیماتِ سیرت اور نفسیاتِ سیرت کا تعلق۔

(۷) تاریخ (History):

''تاریخ''، علم کی وہ شاخ ہے جو اُن واقعات کا احاطہ کرتی ہے جو رونما ہوچکے ہیں۔اس علم میں ماضی کا مطالعہ یا تحقیق کی جاتی ہے۔مثلاً کسی قوم یا ادارے وغیرہ کے ماضی کا تاریخ وار بیان یا گزشتہ واقعات کا لب لباب پیش کرنا۔باالفاظ دیگر ماضی میں رونما ہونے والے حالات، واقعات اور حادثات کو علمی انداز میں تحریر کرنے کا نام تاریخ نویسی ہے اور یہ حالات و واقعات ''تاریخ'' کہلاتے ہیں۔اس کے ذیلی عنوانات میں گزرے ہوئے واقعات پر مبنی ڈرامہ، کہانی اور داستان بھی شامل ہیں۔(۵۱)

History is defined as: A chronological record of significant events (as affacting a nation or institution) usually including an explanation of their causes; A treatise presenting systematically related natural phoenomena. It is a social science in the sense that it is a

systematic attempt to learn about and verify past events and to relate them to one another and to the present. Every event has a historical context within which we commonly say the event must be studied. The subject matter of history is everything that has already happened. The study of history involves identifying; classifying; arranging; patterning. The fruits of the study of history are responsibilty of recording; appreciation of variety; possibilities o prediction; realization of limitation.(52)

مورّخین نے تاریخ کو تین ادوار۔قدیم، وسطی اور جدید۔میں تقسیم کر رکھا ہے۔ پھر خود تاریخ کی کئی اقسام ہیں مثلاً سیاسی تاریخ، کلیسا یا کلیسائی تاریخ اور تاریخِ فن وغیرہ۔عصر حاضر میں تاریخ کے روایتی مضمون میں بڑی توسیع ہوئی ہے۔ چنانچہ ''تاریخ'' کے مضامین کی فہرست میں عصری تاریخ، اقتصادی تاریخ، عمرانی تاریخ، مقامی تاریخ، مقامی تاریخ اور علمی مطالعات اور تحقیقات کے نہایت سنجیدہ مضامین قرار دیے جا چکے ہیں اور وسعت اختیار کرتے ہوئے تاریخی مردم شماری (Historical Demography) بھی شامل ہوگئی ہیں۔تاریخ کے مضمون میں اس وسعت اور عمرانی علوم کے اثرات کے تحت تاریخ نویسی کے طور طریقوں میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کی گئی جس کے بعد بعض نئی تاریخی اصطلاحات وجود میں آئیں، مثلاً تقابلی تاریخ، انسانی نسلوں کی تاریخ (Ancestral History)، تاریخِ مجسمہ سازی، تاریخ روحانیت، تاریخ نفسیات اور سلسلہ وار تاریخ (Calendarised History) وغیرہ۔(۵۳)

(۷) تاریخی سیرت (Historical Sirah):

''علم تاریخ'' کے درج بالا تعارف سے یہ معلوم ہوا کہ سماجی علوم کی یہ شاخ کتنی وسعت اور اہمیت اختیار کر چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سماجی علوم کی کسی بھی موضوع کا مطالعہ یا تحقیق ''علم تاریخ'' کے بغیر ناممکن ہے۔عصری سماجی علوم میں سیرت کے جدید موضوعات پر ماضی میں رونما ہونے والے حالات، واقعات اور حادثات کو علمی انداز میں تحریر کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جسے ''تاریخِ سیرت'' کے عنوان سے پورا کیا جا سکتا ہے۔

''تاریخی سیرت'' سے مراد رسول اللہ ﷺ کے دور کے اُن واقعات کا احاطہ کرنا ہے جو رونما ہو چکے ہیں۔ بالالفاظ دیگر، نبوی دور کے مختلف پہلوؤں کے تحقیقی مطالعہ کے نتائج کو عصر حاضر کے مروجہ اسالیب میں پیش کرنا مراد ہے۔اس حوالے سے ماضی میں قابل قدر کام ہوا ہے لیکن ''تاریخ'' کے روایتی مضامین آج وسعت اختیار کر چکے ہیں وہ اس بات کا تقاضا کر رہے ہیں کہ نئے انداز سے کام کیا جائے۔

''تاریخی سیرت'' کی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے حوالے سے شق القمر، شقِ صدر، واقعہ معراج، بحیرہ راہب سے ملاقات، تاریخ پیدائش، تاریخ وفات، نماز جنازہ، مسئلۂ خلافت، تدوین حدیث اور دیگر واقعات کے حوالے سے مسلمانوں میں مختلف نقطۂ نظر پایا جاتا ہے۔ سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے دانستہ یا غیر دانستہ تاریخی اعتراضات ہیں۔اس طرح کے موضوعات پر جدید انداز میں کام کیا جا سکتا ہے۔

''تاریخی سیرت'' کے زیرعنوان سیرت نگاری کے چند موضوعات کی مثالیں ملاحظہ کیجیے:

انسانی تاریخ میں محمد ﷺ کا مقام۔محمد ﷺ کی روحانی، سماجی، معاشی اور سیاسی تاریخ۔دور نبوی کی روحانی، سماجی، اقتصادی اور سیاسی تاریخ۔دور نبوی کی مقامی تاریخ۔دور نبوی کی عمرانی تاریخ۔دور نبوی کے واقعات کا تحقیق مطالعہ۔دور نبوی کا تاریخی جغرافیہ۔دور نبوی کی تاریخی بشر نگاری۔دور نبوی کی زرعی تاریخ۔دور نبوی کی شہری تاریخ۔دور نبوی کی سائنس کی تاریخ۔ دور نبوی کی ثقافتی تاریخ۔دور نبوی کی صنعتی تاریخ۔دور نبوی کی وقائع نگاری۔دور نبوی کے نظریات کی تاریخ۔دور نبوی کی تاریخ نویسی۔دور نبوی کی تقابلی تاریخ۔دور نبوی کی انسانی نسلوں کی تاریخ۔دور نبوی کی تاریخ روحانیت، دور نبوی کی تاریخ مساجد۔دور نبوی کے فنون کی تاریخ۔دور نبوی کی نفسیات۔عصری تاریخ اسلام وغیرہ۔

عصری سماجی علوم میں سیرت نگاری کے اہم نکات:

سماجی علوم کی شاخوں میں رائج مختلف تحقیقی مناہج کو ''سیرت نگاری'' میں حسب ضرورت استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن سیرت نگاری کے لیے علمِ تاریخ میں مستعمل تحقیقی منہج اختیار کرنا زیادہ موزوں ہے کیونکہ ''سیرت'' کا موضوع اپنی نوعیت کے اعتبار سے تاریخ سے جڑا ہوا ہے۔لہٰذا سماوی علوم کی کسی بھی شاخ یا موضوع پر سیرت نگاری کرنا دراصل تاریخ کا مطالعہ یا تاریخی منہجِ تحقیق قرار پائے گا۔سماجی علوم کے کسی بھی موضوع پر سیرت نگاری کے لیے ایک محقّق کو ابتدا سے انتہا تک مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، جنہیں درج ذیل نکات سے سمجھا جا سکتا ہے۔

۱) سیرت نگاری کے حوالے سے کسی بھی تاریخی حقیقت کے تعین میں موضوع کا انتخاب، ترتیب، تعبیر اور تشریح بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔تشریح کا عمل تاریخی تفتیش کے دوران تمام پہلوؤں سے آگاہ کرتا ہے۔اس کی ابتدا موضوعِ تحقیق کے انتخاب سے ہوتی ہے جو بذات خود ایک مبنی بر عقل عمل ہے جو موضوع کی اہمیت کو ظاہر کر دیتا ہے۔موضوع کا انتخاب ایک عارضی نمونہ یا مفروضہ فراہم کرتا ہے جو تحقیق کی راہ نمائی کرتا ہے، دستاویزی شہادت کے ذریعے محقّق کو واقعہ کے تعین اور درجہ بندی کرنے میں مدد دیتا ہے اور موضوع کے مفصّل اور مربوط توضیح کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔محقق کا فرض ہے کہ وہ حقائق کا احترام کرے، حتی الامکان بے علمی اور غلطی کا مظاہرہ نہ کرے اور از روئے دانش مطمئن کرنے والی تشریح تخلیق کرے۔سیرت کے تحقیقی موضوع کی بنیاد- شائع شدہ یا غیر شائع شدہ- اصلی مصادر پر ہونی چاہیے۔اس میں مصنف کی ذاتی رائے ضرور شامل ہونی چاہیے۔صرف تاریخی حقائق کو بیان کر دینا حقیقی سیرت نگاری نہیں بلکہ یہ صرف واقعات سیرت کا تاریخ وار بیان کہلائے گا۔سیرت نگاری میں تحقیق کی اصل روح وہ تعبیر اور تشریح ہے جس سے ایک یقینی نقطۂ نظر سامنے آجائے۔

۲) سیرت نگاری کی بنیاد واقعیّت یا حقیقت پسندی (Objectiveisim) پر ہونی چاہیے۔یعنی کسی بھی تاریخی واقعہ سے ملنے والے تاثرات کو بیان کرنے، حقائق کی تعبیر و تشریح کرنے اور تحقیقی نتائج اخذ کرنے کی بنیاد مضبوط ہونی چاہیے۔

اس کے لیے ضروری ہے کہ واقعات کا انتخاب ایسے مصادر سے کیا جائے جو بنیادی ہوں۔قدیم ہوں، درجات کی سندِ صداقت رکھتے ہوں اور معتبریت کی شہرت رکھتے ہوں۔واقعیت پسندی (Objectivity) اگر کسی انتہا تک پہنچ جائے تو اس کا نتیجہ ایک خشک اور بے جان واقعات کی فہرست کی شکل میں نکلتا ہے۔اور اگر داخلیّت یا طبیّت پسندی (Subjectivity) کسی خاص انتہا تک پہنچ جائے، تو اس کا نتیجہ ایک متعصّبانہ تحقیقی کام کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جو اکثر حقیقت سے دور ہو جاتا ہے۔اگر داخلیّت یا طبیّت پسندی ایک خاص حد سے تجاوز کر جائے تو ممکن ہے کہ وہ تحقیق کے بجائے ایک قصہ یا افسانہ بن جائے۔چنانچہ محض واقیّت پر مبنی ایک کام، تعبیر، تشریح اور قوتِ بیانیہ سے خالی ہوگا، جب کہ داخلیّت پر مبنی کام کا اصل واقعات سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ایسی سیرت نگاری جس میں تاریخی حقائق موجود نہ ہوں حقیقی سیرت نگاری نہیں ہے، چاہے وہ کتنی ہی اچھی تحریر، قوتِ بیانی اور تشریح پر مشتمل ہو۔سیرت نگاری کا کام تاریخی واقعات کی جانچ پڑتال کر کے فیصلہ دینا ہے، بہتر مستقبل کی طرف راہ نمائی کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ وہ واقعی فی الواقع کیسے رونما ہوا۔مختصر یہ کہ سیرت نگاری کا کام نہ مکمل طور پر واقعیّت (Objectivisim) پر اور نہ داخلیّت (Subjectivism) پر مبنی ہوسکتا ہے کیوں کہ یہ مطلوب ہی نہیں ہے۔ایک مثالی کام وہ ہوسکتا ہے جو واقعیّت (Objectivity) اور داخلیّت (Subjectivity) کو مناسب قرینہ سے جوڑتا ہو، جس میں دونوں ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہوں اور جس میں ایک کو دوسرے پر اہمیت نہ دی گئی ہو۔

۳) سیرت کے کسی اچھے موضوع پر لکھنے کے لیے محقّق کا کام مختلف مصادر سے متعلقہ مواد کو جمع کرنے سے شروع ہوگا جو بتدریج متعدد قسم کے مصادر کی ماہیت اور اقسام کے مطالعہ اور دستیابی کی طرف راہ نمائی کرے گا۔سیرت کے مصادر کو عمومی قاعدے کے طور پر پانچ بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔(۱) Literature یعنی علم، ادبیات، کتابیات، انشاء پردازی وغیرہ۔(۲) Epigraphy یعنی قدیم کتبہ، نوشتہ، لوح، مقولہ، کلام وغیرہ۔(۳) Archaeology یعنی آثار قدیمہ۔(۴) Numismatics یعنی سکوں اور تمغوں کا علم، علم مسکوکات۔(۵) Miscellaneous یعنی متفرق، مختلف، مخلوط۔متفرق مصادر میں اجنبی مسافر یا سیاح، علم و ہنر، علوم وفنون، فنون لطیفہ، صنعت وحرفت، معماری اور فن معماری، رسم و رواج، روایات پرستی، عقائد اور منقولات وغیرہ شامل ہیں۔تحقیقی مواد کی تلاش میں مسلمہ معیاری کتب، تحقیقی کام، فہرست کتابیات، انفرادی تحقیقی کام، بیانیہ اور تشریحی کام اور کتب الفہارس ممد ومعاون ثابت ہوتی ہیں۔اس عمل کو فنی زبان میں Heuristic کہا جاتا ہے جس کے معنی خود تعلیمیّت، انکشافی، تحقیقی، تجسسی ہیں یعنی حالات و واقعات کو سامنے رکھ کر خود اپنی رہنمائی کرنا۔یہ سیرت نگاری کے تحریری مرحلہ کو وجود میں لاتی ہیں۔اس میں یادداشت جمع کرنے اور لکھنے کا طریقہ بھی شامل ہوتا ہے۔

۴) تجزیاتی عمل بھی سیرت نگاری کا اہم حصہ ہے۔اس کا مقصد یقین اور اعتماد کے ساتھ مصادر کی جانچ پڑتال کرنا ہے، کسی

مصدر کے مواد پر تیقّن کے لیے اس کا تقابل کرنا سیرت نگاری کے لیے انتہائی مفید رہتا ہے۔ جب تک کے جان جوکھوں سے جمع کیے ہوئے مصدری مواد کی ساکھ، یقین اور تاریخیت ثابت نہیں ہو جاتی، اس کو سیرت نگاری کے کسی کام میں استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کسی واقعہ کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اسے کسی ثبوت کے طور پر یا نتیجہ اخذ کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا سیرت نگاری کے دوران مصادر کے قابل اعتماد ہونے کا یقین انتہائی اہم چیز ہے۔

۵) متعدد گھنٹوں پر محیط صبر آزما محنت، تاریخی دستاویزات (Archives) کو تلاش کرنے کی محنت، کتب خانوں اور عجائب گھروں کا مطالعاتی دورہ، تفکر و تدبر، مضمون خیزی، تخیلی طاقت کا حکیمانہ اور ماہرانہ استعمال، غور وفکر کی صلاحیت کا صحیح استعمال، تحقیق کے نتائج کو صاف وشفاف انداز میں پیش کرنے کی استعداد، زبان پر مناسب گرفت، دیانت داری اور یقین واثق کی جرأت۔ ایک محقق کو ان خوبیوں کا مالک ہونا چاہیے۔

خلاصۂ بحث:

عصر حاضر میں عقلیت (Rationalism) اور مثبتیت (Positivism) کے فلسفوں کے زیر سایہ پروان چڑھنے والے لادینی عصری سماجی علوم کے منفی اثرات نے کرۂ ارض کے اکثر انسانی معاشروں کی سماجی، معاشی اور سیاسی زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ انسانیت کو لاحق ان سنگین مسئلہ کو حل کرنے کے لیے آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ عقل وحکمت کے مروجہ اسالیب میں ایک پاکیزہ اخلاق، روحانی، سماجی، معاشی اور سیاسی نقطۂ نظر کو پیش کیا جائے جو عصر حاضر کے انسان کی عقل اور قلب کو مطمئن کرسکے۔ انسانیت کو مطلوب یہ پاکیزہ نقطۂ نظر اسلامی سماجی علوم میں موجود ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اسلامی اور غیر اسلامی سماجی علوم کے فلسفہ اور بنیادی اخلاقیات میں بعد المشرقین ہے۔ پہلے کی بنیاد دینی ہے اور دوسرے کی لادینی۔ اس مشکل کا حل یہ ہے کہ اسلامی سماجی علوم کو عصری سماجی علوم کی مروجہ زبان میں عقلی ومنطقی اسلوب میں پیش کیا جائے تاکہ تمام عالم انسانی عصری سماجی علوم کی خیر سے مستفید ہو اور شر سے محفوظ رہے یعنی دین اور دنیا کے فرق کو مٹا دے اور مادیّت پرستی، نفس پرستی کو ختم کرکے خدا پرستی اور خدا ترسی کو اپنا لے۔

نقطۂ نظر کے اس مسئلہ کے حل میں ''سیرت'' ایک اہم کردار ادا کرسکتی ہے جو اسلامی سماجی علوم کا ایک اہم ماخذ ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ محمد ﷺ کی خدمات برائے سماجی علوم کو مذہبی شعبہ کی قید سے نکال کر سماجی علوم کے عظیم مفکر کی حیثیت سے روشناس کرایا جائے تاکہ آپؐ کے روحانی، سماجی، معاشی اور سیاسی افکار انسانی دنیا کے تمام معاشروں تک پہنچ جائیں۔ اس کے لیے جدید اسلوب میں سیرت نگاری کرنا ہوگی۔ اسلامی ممالک کی جامعات میں سماجی علوم کے شعبہ جات میں ''سیرت'' کو ایک مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے۔ اس کے لیے ''سیرت'' کی درسی کتب تیار کرنا ہوں گی۔ اس طرح عصر حاضر کے سیرت نگاروں کو عصری سماجی علوم کے فلسفہ اور مضامین سے آگاہی ہو جائے گی، عصری سماجی علوم کے مسلمان ماہرین اور مدرسین میں ''سیرت'' کا گہرا علم وشغف پیدا ہوگا، امت مسلمہ کے مستقبل کو بچانے کی فکر ہوگی اور نئی نسل کی تربیت

کا احساس پیدا ہوگا۔ اس مقدس سیرت کو تحریری اور تعلیمی انداز میں پیش کرنے سے انسانی معاشروں پر پڑنے والے منفی اثرات زائل اور مثبت اثرات مرتب ہوں گے اور سیرت نگاری میں جدید اُسلوب کا رجحان بھی پروان چڑھے گا۔(۵۴)

مراجع وحواشی

(۱) اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، ج ۱۴، ص ۴۷، لاہور، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۸۰ء

(۲) ثانی، صلاح الدین، اُصول سیرت نگاری، ص ۳۳ تا ۳۷، کراچی، مکتبہ شیخ الاسلام پاکستان شبیر احمد عثمانی، اپریل ۲۰۰۳ء

(۳) صدیقی، نعیم، محسنِ انسانیت، ص ۶۶، اُردو بازار لاہور، الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب، اُنتیسواں ایڈیشن، ۱۹۹۹ء

(۴) لفظ: Social Sciences، تشریحی لغت، ص ۸۰۴، لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۲۹۹، اپریل، طبع اوّل، ۲۰۰۱ء

(۵) Horton, paul B. & Hunt, Chester L, "Socioloty"(Singapor: McGraw-Hill Book Co, 1984), p.13

(۶) اَثر، نواب سید امداد امام، مرآۃ الحکما، ص ۲۹۱ تا ۳۷۲، بی۔۱۰۱، بلاک ۱۸، گلشنِ اقبال، کراچی، ناشر، ادب نما، اشاعت ثانی، ۲۰۰۲ء

(۷) "Islam (Islamabad: Islamic Research Institute, International Islamic University, 5th ed., 2000)
See: Foreword. Saud, Muhammad,and Evolution of Science"

(۸) هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ o (الصف: ۹) کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوۡ اٰمَنَ اَهۡلُ الۡکِتٰبِ لَکَانَ خَیۡرًا لَّهُمۡ ؕ مِنۡهُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ اَکۡثَرُهُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ o (آل عمران: ۱۱۰) هَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیۡ ظُلَلٍ مِّنَ الۡغَمَامِ وَ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَ قُضِیَ الۡاَمۡرُ ؕ وَ اِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ o (البقرة: ۲۱۰)

(۹) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّةً ۪ وَ لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ o (البقرة: ۲۰۸) اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِهٖ صَفًّا کَاَنَّهُمۡ بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ o (الصف: ۴)

(۱۰) تفصیل کے لیے دیکھیے: Nadvi, Muhammad Junaid, "Islamization of Social Sciences in the 21st Century" (Karachi: Islamic Culture, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of Karachi, Vol. 7 (2005), pp. 18-62

(۱۱) تفصیل کے لیے دیکھیے: Faruqi, Isma'il R. Al-, & Naseef, Abdullah Omar, eds., "Social and Natural Sciences The Islamic Perspective"(UK: Hodder & Stoughton: King Abdulaziz University, Jeddah, 1981),pp.8-10

(۱۲) Ahmed, Akbar S., "Toward Islamic Anthropology: Definition" (Lahore: Vanguard Books, 1987), p.7

(۱۳) ندوی، محمد جنید، مقالہ: سیرت نگاری کے ماخذ، اُصول اور منہج تحقیق، ص ۱۵۳، کراچی، السیرۃ العالمی، جلد نمبر ۱۱، ۲۰۰۴ء

(۱۴) لفظ: Social Sciences، قومی انگریزی اردو لغت، ص ۱۸۸۵، پاکستان: مقتدرہ قومی زبان، طبع پنجم، ۲۰۰۲ء

(۱۵) MicrosoftR EncartaR 2008 [DVD], Redmond, "Social Sciences" (WA:Microsoft Corporation, 2007)

(۱۶) Hunt, Elign F. & Colander, David C., "Social Science" (USA: Macmillan Publishing Co., 1987), p. 4,5

(۱۷) Kerr, Keith., "Social Science", International Encyclopedia of the Social Sciences, William A. Darity Jr., Ed. (USA: The Gale Group, 2008, 2nd edition), p.614-616; also see: Kuper, Adam & Kuper, Jessica, (eds.) "The Social Science Encyclopedia" (Pakistan: Services Book Club, 1989), p.784.

(۱۸) لفظ: Sociology، وارث سرہندی، علمی اردو لغت، ص ۱۰۲۲، لاہور، علمی کتب خانہ

(۱۹) لفظ: Sociology، قومی انگریزی اردو لغت، ص ۱۸۸۶، پاکستان: مقتدرہ قومی زبان، طبع پنجم، ۲۰۰۲ء

(۲۰) Kerr, Keith., "Sociology", international Encyclopedia of the Social Sciences, pp. 616-619

(۲۱) غازی، محمود احمد، محاضراتِ سیرت، ص ۹۶، ۹۷، اردو بازار لاہور، الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب، اشاعت دوم، مئی ۲۰۰۸ء

(۲۲) لفظ: Education، kuper, Adam & Kuper, Jessica, eds., "The Social Science Encylopedia", p.236

(۲۳) لفظ: Education، قومی انگریزی اردو لغت، ص ۶۴۴، پاکستان: مقتدرہ قومی زبان، طبع پنجم، ۲۰۰۲ء

(۲۴) لفظ: Education، تشریحی لغت، مُرتبین: محمد اکرم چغتائی، نذیر حق، محمد اسلم کولسری، ص ۲۶۳، ۲۶۴، لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۲۹۹، اپر یل مال، طبع اول، ۲۰۰۱ء

(۲۵) دیکھیے لفظ: فقہ، وارث سرہندی، علمی اردو لغت، ص ۱۰۵۷، لاہور، علمی کتب خانہ۔ اور دیکھیے لفظ: Jurisprudence، قومی انگریزی اردو لغت، ص ۱۰۶۸، پاکستان: مقتدرہ قومی زبان، طبع پنجم ۲۰۰۲ء۔ اور دیکھیے لفظ: Law، قومی انگریزی اردو لغت، ص ۱۱۰۷، پاکستان: مقتدرہ قومی زبان، طبع پنجم، ۲۰۰۲ء

(۲۶) Wendy L. Watson, "Jurisprudence", International Encyclopedia of Social Sciences, p. 616; also see: Encyclopedia Britannica, "Fiqh" (Ultimate Reference Suite, DVD, 2009).

(۲۷) غازی، محمود احمد، مقالہ: فقہیات سیرت، ص ۸۷ تا ۹۰، کراچی، السیر ۃ عالمی، شمارہ: ۱۷، ۲۰۰۷ء

(۲۸) لفظ: Anthropology، قومی انگریزی اردو لغت، ص ۸۴، پاکستان: مقتدرہ قومی زبان

(۲۹) لفظ: Anthropology، تشریحی لغت، ص ۴۵، ۴۶، ۲۹۹، اپر مال، لاہور، اردو سائنس بورڈ، طبع اوّل، ۲۰۰۱ء

(۳۰) Miller, Barbara D., "Anthropology", International Encyclopedia of the Social Sciences, p.614-616

(۳۱) غازی، محمود احمد، محاضراتِ سیرت، ص ۴۶۵، ۴۶۶، ایضاً

(۳۲) قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰهَاo وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰهَاo (الشمس: ۹۔۱۰) لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ ۚ وَ اِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍo (آل عمران: ۱۶۴)

(۳۳) رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ o (البقرة: ۱۲۹) كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيۡكُمۡ وَ يُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ o (البقرة: ۱۵۱) هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ ۗ وَ اِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍo (الجمعة: ۲)

(۳۴) غازی، محمود احمد، مقالہ: فن سیرت نگاری پر ایک نظر، ص ۳۷، ۳۸، کراچی، تعمیرِ افکار، سیرت نمبر، ۲۰۰۷ء

(۳۵) غازی، محمود احمد، مقالہ: فقہیات سیرت، ص ۸۷ تا ۹۰

(۳۶) لفظ: Literature، قومی انگریزی اردو لغت، ص ۱۱۴۳، پاکستان: مقتدرہ قومی زبان

(۳۷) Al-Jahiz, a 9th-century scholar, is considered the greatest stylist of Arabic prose and of the adab genre. His 'Kitab al-Bukhala' (Book of Misers), a collection of entertaining stories that feature greedy character, is a classic, see detail: MicrosoftR EncartaR 2008 [DVD], Redmond, "Theology".

(۳۸) غازی، محمود احمد، محاضراتِ سیرت، ص ۹۵ تا ۹۷

(۳۹) علی، محمد منظور، کتابِ معاشیات، ص ۲ تا ۴، لاہور، علمی کتب خانہ، اردو بازار، جون ۱۹۸۴ء۔ مزید تفصیل: علمی اردو لغت ص ۱۴۰۰؛ قومی انگریزی اردو لغت، ص ۶۴۲

(۴۰) تفصیل کے لیے دیکھیے: Kerr, Keith, "Economics, International Encyclopedia of the Social Sciences, p. 616, Lekachman, Robert, "Economics "MicrosoftR EncartaR 2008; Blaug, Mark, "Economics", Encyclopedia Britannica, (Ultimate Reference Suite, DVD, 2009)

(۴۱) لفظ: Political Science، قومی انگریزی اردو لغت، ص ۱۵۱۰؛ اور تشریحی لغت، ص ۶۷۱

(۴۲) علی، سید راشد، تعارف سیاسیات: مبادیات، افکار و نظریات، ص ۲۲، ۲۳، اردو بازار، کراچی، کفایت اکیڈمی، اشاعت نہم، اپریل ۱۹۸۲ء

(۴۳) Kerr, Keith., "Social Science", International Encyclopedia of the Social Sciences, p. 616; also see: John Dryzek, "Political Science", MicrosoftR EncartaR 2008.

(۴۴) لفظ: Geography، قومی انگریزی اردو لغت، ص ۸۲۲، پاکستان: مقتدرہ قومی زبان

(۴۵) MicrosoftR EncartaR 2008, [DVD] "Geography" (WA: Microsoft Corporation, 2007)

(۴۶) لفظ: Geography، تشریحی لغت، ص ۳۵۵ یا ۳۵۶، ۲۲۹۹، اپریل، لاہور، اردو سائنس بورڈ، طبع اوّل، ۲۰۰۱ء

(۴۷) لفظ: Psychology، قومی انگریزی اردو لغت، ص ۱۵۸۰، پاکستان: مقتدرہ قومی زبان

(۴۸) MicrosoftR EncartaR 2008, [DVD] "Psychology" (WA: Microsoft Corporation, 2007)

(۴۹) علم نفسیات کی تفصیل کے لیے دیکھیے لفظ: Psychology، تشریحی لغت، ص ۱۳۷، ۱۴۷، لاہور، اردو سائنس بورڈ، طبع اوّل، ۲۰۰۱ء

(۵۰) غازی، محمود احمد، محاضراتِ سیرت، ص ۹۸ تا ۱۰۱

(۵۱) لفظ: History، قومی انگریزی اردو لغت، ص ۹۱۹، پاکستان: مقتدرہ قومی زبان، طبع پنجم، ۲۰۰۲ء

(۵۲) Hunt, Elgin F. & Colander, David C., "Social Science" (USA: Macmillan Publishing Co., 1987), p.9

(۵۳) لفظ: History، تشریحی لغت، ص ۳۸۹ تا ۳۹۱، ۲۹۹، اپریل، لاہور، اردو سائنس بورڈ، طبع اوّل، ۲۰۰۱ء

(۵۴) Adapted from: Chitnis, K.N., "Research Methodology in History" (New Delhi: Atlantic Publishers & Distributors Ltd., 2006), pp. 1-3; Chadwich, Bruce A.; Bahr. Howard M.; Albrcht, Stan L., "Social Science Research Methods" (New Jersey: Prentice-Hall, Inc., 1984), pp. 2-20.